علامہ اقبال قوم کے دیدہ ور ہیں ان کے نظریات کے تحت لکھی گئی
جو کتب جن کا مطالعہ اور ہر گھر میں رہنا ضروری ہے

مسلمانوں کے زوال کے اسباب علامہ اقبال کی نظر میں ۔ کتاب کا موضوع اور آج کا مسلم

نسخہ لا الٰہ الا اللہ نسخہ محمد رسول اللہ — نسخہ تیار کردہ مسیحائے قرآن اور مسلمان

مسلمانوں کے تکلیف دہ سوال روح زوال کا حل — سورہ قل ھو اللہ: صمد سورہ اخلاص میں مضمر ہے ۔ علامہ اقبال کی توجیہ

علامہ اقبال اور فلسفہ تقدیر و خیر و شر — فلسفی وضاحت ۔ فرقوں کے اسباب ضروریات ۔ اتحاد امت محمد

مسلمانوں کے عہد زوال میں عورت کا رول و حصہ — علامہ اقبال کے نظریات

ہندوستان آکر مسلمانوں نے کیا دیکھا؟ کیا لیا؟ کیا دیا؟
کیا پایا؟ کیا کھویا؟ علامہ اقبال کے نظریات و آیات قرآنی

علامہ اقبال اور فلسفہ زندگی اور موت از روئے قرآن حکیم اور فرامین مصطفوی صلعم

علامہ اقبال اور فلسفہ جہاد از روئے قرآن مجید و فرامین رسول اللہ

علامہ اقبال اور فلسفہ شہادت امام حسین رض از محمد جمیل الدین صدیقی سپرنٹنڈنٹ ہائیکورٹ (ریٹائرڈ)

شان محمد کیا کہیئے شان غلاماں سن لیجئے از: محمد جمیل الدین صدیقی سپرنٹنڈنٹ ہائیکورٹ

والدین کے حقوق قرآن اور فرامین رسول اللہ صلعم کی روشنی میں از: محمد جمیل الدین

رحمن اسلامک پبلیشرز
بی بی بازار نزد کوٹلہ عالیجاہ
H. No. 23-1-525
حیدرآباد

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں ؛ ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ ؛ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
(علامہ اقبال)

از روئے قرآن مجید و فرامین مصطفوی صلعم

فلسفہ جہاد فی سبیل اللہ

اور علامہ اقبال

کتاب کی جھلکیاں : جنگ و جہاد میں فرق • جہاد کا مقصد • جہاد کے اقسام • جہاد بالسیف کیلئے مسلمان کو کس مقام پر فائز رہنا چاہیئے • کاپی نقل اور اداکاری • جہاد بالسیف میں خونریزی کیا ظلم نہیں؟ • جہاد کے تعلق سے دشمنان خدا کا پروپگنڈہ • موت کی لذت • مجاہدین افغان اور جہاد • آیا عرب مصروف جہاد ہیں یا مصروف مذاق • ہندوستانی مسلمان اور جہاد

محمد جمیل الدین صدیقی
سپرنٹنڈنٹ ہائیکورٹ اے پی حیدرآباد (ریٹائرڈ)

* ملنے کے پتے :- صفحۂ آخر پر

ھدیہ
4/=
چار روپے

رحمٰن اسلامک پبلیشر ۵۲۵-۱-۲۳ منور کاٹیج جی بی بازار کوٹلہ عالیجاہ - حیدرآباد - اے پی

فہرست مضامین

محمد جمیل الدین صدیقی

علامہ اقبال اور فلسفہ جہاد فی سبیل اللہ

جنگ اور جہاد میں فرق

لفظ جہاد کے ساتھ ہی تیر و کمان، تلوار و برچھا بھالا و نیزہ تفنگ توپ و بندوق بارود و گولہ بہرحال ایسے
ہتھیار اور ایسے اندازِ جنگ کا تصور ایک عام ذہن میں آتا ہے کہ سر دھڑ سے گر رہے ہیں۔ خون کے
فوارے اڑ رہے ہیں بلکہ خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ بستیاں برباد ہو رہی ہیں۔ تباہی و بربادی
برہنہ رقص کر رہی ہے انسانیت رخصت ہو چکی ہے ــــ یہ دراصل ایک جنگ کا تصور و نقشہ ہے جسکو
جہاد نہیں کہا جا سکتا۔ اولاً ہمیں جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔ جنگ کے لغوی معنی
ہیں (۱) لڑائی معرکہ (۲) دشمنی بیر کینہ عداوت ــــ اور جہاد کے لغوی معنے ہیں (۱) کوشش جدوجہد
(۲) دین کی حمایت کے لئے ہتھیار اٹھانا ــــ معنوں ہی سے جنگ اور جہاد کا فرق نمایاں ہو کر سامنے
آجاتا ہے کہ جنگ نفس امارہ کی خاطر کیجاتی ہے جس میں دشمنی بیر کینہ و عداوت، کدورت یا حصول زر
و دولت حصول جاہ و حشمت ملک گیری جہانبانی کو دخل ہوتا ہے جو صرف دنیا داروں کا شیوہ ہے اور
نتیجہ غارت گیری و بربادیٔ جہاں ہے لیکن جہاد صرف اللہ کی رضامندی دین کی حمایت و حفاظت کیلئے
کیا جاتا ہے۔ جہاد ہر مسلم مرد و مومن پر فرض ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جو اس
حال میں مرا کہ نہ جہاد کیا نہ اس کا خیال ہی دل میں آیا تو وہ نفاق کی ایک حالت پر مرا" اور جنگ کے بارے
میں فرمایا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کو دعوت دے اور
عصبیت کی بناء پر جنگ کرے"۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد یہی باطل کو مٹانا بنی نوع انسان کو غلامی
سے چھڑانا تباہی سے بچانا نام حق و نور حق کا پھیلانا اور دستور الٰہی کا نفاذ کرنا ہے۔ علامہ اقبال
مسلمان کی زندگی کے مقصد کا انکشاف یوں فرماتے ہیں۔

حق نے عالم اس صداقت کیلئے پیدا کیا ؛ اور مجھے اسکی حفاظت کیلئے پیدا کیا
دہر میں غارت گر باطل پرستی میں ہوا ؛ حق تو یہ ہے حافظ ناموس ہستی میں ہوا

میری ہستی پیرہن عریانی عالم کی ہے ؛ میرے مٹ جانے سے رسوائی بنی آدم کی ہے

جہاد میں نہ ذاتی مفاد پیش نظر ہوتا ہے اور نہ ہی نفس امارہ کے دخل کا ذرا بھی شائبہ ۔ یہ آ
شاہان دنیا اور ان قوموں کا شیوہ اور طریق ہوتا ہے جو دراصل دنیا کے کتے ہوتے ہیں ۔ جہا
جو مردان خدا کا نصب العین اور مقصد حیات ہوتا ہے اور وہ پیغمبر خدا صلعم کی سنت میں کیا جاتا
علامہ اقبال جنگ اور جہاد کے فرق کو یوں نمایاں فرماتے ہیں :۔

جنگ شاہان جہاں غارت گیری است ؛ جنگ مومن سنت پیغمبری است
جنگ مومن چیست ؟ ہجرت سوئے دوست ؛ ترک عالم اختیار کوئے دوست
آنکہ حرف شوق با اقوام گفت ؛ جنگ را رہبانی اسلام گفت
کس نداند جز شہید ایں نکتہ را ؛ کو بخون خود خرید ایں نکتہ را

علامہ اقبال شاہان دنیا اور وہ قومیں جو ملک گیری ہوس انتقام کی غرض سے جنگ کرکے حیات
تازہ حاصل کرنے کا خواب دیکھتی ہیں ۔ ان کا حال یہ بتلاتے ہیں ۔

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں ؛ خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں
جو دوئی فطرت سے نہیں لائق پرواز ؛ اس مرغک بیچارہ کا انجام ہے افتاد
ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امیں کا ؛ ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد
اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک ؛ جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
حیات تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا ؟ ؛ رقابت خود فروشی ناشکیبائی ہوسناکی

جہاد میں صرف اللہ کے لئے تلوار اٹھائی جاتی ہے ۔ نہ ذاتی مفادات کے لئے نہ غرض و ہوس کے لئے ۔ مجا
فقر کا شہنشاہ ہوتا ہے اس کے پیش نظر توحید کے اسرار کو اجاگر کرنا ہوتا ہے ۔ وہ اولاً خفر کی تلوار
سے اپنے خواہشات نفسی کا خاتمہ کرکے میدان جہاد میں فولاد کی تلوار لئے آتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ ایسا مسلمان کبھی خالدؓ جانباز کے حسین و مبارک روپ میں نظر آتا ہے تو کبھی شیر خدا حیدر کرارؓ کے مقدس
اور نورانی روپ میں جلوہ گر ہوتا ہے جیسا کہ ضرب کلیم میں حضرت اقبال وضاحت فرماتے ہیں ؛ ۔

سوچا بھی ہے اے مرد مسلماں کبھی تو نے ؛ کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار
اس بیت کا یہ مصرع اول ہے کہ جس میں ؛ پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار
ہے فکر مجھے مصرع ثانی کی زیادہ ؛ اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار
قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن ؛ یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدر کرارؓ

قوت کا استعمال ذریعۂ جنگ شاہانِ دنیا اور دنیا کی طالب اقوام نے بھی کیا اور اللہ کے حکم سے پیغمبرانِ خدا اور غلامانِ محمدؐ نے بھی، ان دونوں میں کیا تفاوت ہے حضرت اقبال ضرب کلیم میں "قوت اور دین" کا عنوان دیکر لکھتے ہیں :-

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں ؛ سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک!
تاریخِ اُمم کا یہ پیامِ ازلی ہے ؛ صاحب نظراں! نشۂ قوت ہے خطرناک!
اس سیلِ سبک سیر و زمیں گیر کے آگے ؛ عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک
لادیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر ؛ ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک!

حضرت اقبال دنیا کے طالب اور دنیا کی خاطر جنگ کرنے والوں کو کرگس (یعنی وہ پرندہ جو مُردار کھاتا ہے) سے تشبیہ دیتے ہوئے اور مردانِ خدا کو شاہین سے تعبیر فرماتے ہوئے جنگ اور جہاد کے فرق کو یوں سمجھاتے اور ملّا اور مجاہد کے فرق کو بھی بڑی خوبی سے ظاہر فرماتے ہیں۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ؛ ملّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں ؛ کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

جو نفس کی خاطر جنگ کرتے ہیں جیسا کہ اوپر بھی بیان کیا گیا ان کے بارے میں ارشاد آقائے نامدار صلعم ہو رہا ہے کہ "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کو دعوت دے اور عصبیت کی بناء پر جنگ کرے"۔ پھر ارشاد رسول خدا صلعم ہو رہا ہے "خدا کے نزدیک سب سے بہتر عمل خدا کی خوشنودی کے لئے محبت رکھنا اور خدا کے واسطے بغض رکھنا ہے"۔ پھر فرمایا حضور انور صلعم نے "جو صرف اسلئے لڑا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو وہی اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔" ارشاد فرمایا آنحضرت صلعم نے "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اپنے گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے"۔ پھر فرمان مصطفوی صلعم ہے "خدا کو یہ نیکی سب سے زیادہ پسند ہے کہ خدا ہی کے لئے محبت اور خدا ہی کے لئے مخالفت ہو"۔ پھر اللہ کا پیارا محبوب نبی صلعم سمجھا رہا ہے "سب سے بہتر آدمی وہ مومن ہے جو اللہ کے راستے میں جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے"۔ ہر وقت یہی ارشاد ہو رہا ہے اللہ کے لئے، اللہ کے لئے، اللہ کے لئے۔ اسکی وجہ حضرت اقبال یہ بتلاتے ہیں۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے ؛ حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

جو جہاد یا کام جو اللہ کے لئے کیا جائے اسمیں خرابی کی کوئی بات شائبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ جہاد صرف اللہ پاک کے لئے کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں چند ارشادات رسول مقبول صلعم پیش کئے گئے اب ارشادات

خدا کہ جہاد صرف اللہ کے لئے ہے سن لیجئے۔

(۱) " جو لوگ ایمان دار ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر و نا فرمان ہیں
و سرکشی کی خاطر لڑتے ہیں"۔ (سورہ النساء : ۷۶)

(۲) ہلکے یا بھاری ہو کر جسطرح ہو نکلو اور اپنے مال اور اپنی جان سے خدا کے راستے
کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو"۔ (سورہ توبہ)

(۳) " بلا شبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں بھی خرید لیں اور ان کے مال بھی اور اس
کہ ان کے لئے بہشت (کی جاوداں زندگی) ہو وہ (کسی دینوی مقصد کی راہ میں نہیں) ا
میں جنگ کرتے ہیں پس مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ اللہ کے ذمہ ہو چکا
انجیل، قرآن میں اس کا اعلان ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنا عہد پورا کرنے وا
پس (مسلمانو!) اپنے سودے پر جو تم نے اللہ سے چکایا خوشیاں مناؤ اور یہی ہے جو بڑی
فروزمندی"۔ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۱۱)

(۴) " جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کرینگے انہیں ہم اپنے راستے دکھائینگے اور یقیناً اللہ
کے ساتھ ہے"۔ (سورہ العنکبوت : ۶۹)

(۵) " مومن وہ ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے پھر اسمیں شک نہیں کیا اور اپنے
اپنی جان سے خدا کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہی سچے اترنے والے ہیں"۔ (پارہ ۲۶۔ سورہ

(۶) " اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں اسطرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا
سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں"۔ (پارہ ۲۸۔ سورہ الصف)

(۷) " اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب
سے بچائے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں
جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو" (سورہ صف آیت ۱۱)

قرآن اور حدیث دونوں پیش کئے گئے کہ جہاد صرف اللہ ہی کے لئے کیا جاتا ہے اپنے نفس اور
کے لئے کبھی نہیں تو جہاد خیر ہی خیر ہو کر رہ جاتا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد تعریف

مندرجہ بالا اللہ اور رسول کی روشنی میں جہاد فی
مقصد اور اسکی مختصراً تعریف یہ ہوگی کہ نفس امارہ کے تحت کی جانے والی تمام جنگوں کا خاتمہ

میں ابلیس کے پھیلائے شر کا صفایا اور دنیا کو دستورِ الٰہی کے تحت خیر کی نعمتوں سے بہرہ ور اور مالا مال کرنا ـــــ علامہ جہاد کے مقصد اعلیٰ کو اور آسان انداز سے یوں سمجھاتے ہیں کہ جہاد کا مقصد مجاہد کے لئے نہ حصول سلطنت ہے نہ حصولِ مالِ غنیمت بلکہ مجاہد تو خوشنودی باری تعالیٰ کی خاطر کفن سر سے باندھ، ہتھیلی پر اپنی جانِ عزیز و دلِ پُر خلوص بطور نذرانہ رکھے باری تعالیٰ کے دربار میں بقول حضرت اقبال یہ کہتے ہوئے پیش کرتا ہے کہ :-

مگر میں نذر کو ایک آبگینہ لایا ہوں ؎ جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

گر قبول افتد زہے عز و شرف ـــ جب مومن میدانِ جہاد میں تلوار اٹھاتا ہے تو اس کا مقصد و مطلوب بقول علامہ :-

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن ؎ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اب اللہ پاک کی بے نیاز ذات بندہ کا خلوص اور جان کا نذرانہ یہ فرماتے ہوئے قبول فرماتی اور اسکو زندگی جاوید عطا فرماتی ہے کہ

" اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں " (پارہ اول سورہ البقر)

پھر پارہ (۴) سورہ آل عمران میں مزید فرماتے ہیں۔

" اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں۔ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا " (۱۶۹/۳)

بہرحال مجاہد پر کرم ہی کرم ہوتا ہے۔ مرتا ہے تو شہید ـ حیات جاوید کا مالک ـ جیتا ہے تو غازی اور دین الٰہی کا محافظ بن کر اسلئے اللہ پاک قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

" حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے ہیں اور مرتے ہیں "
(التوبہ : ۱۱۱)

اقسام جہاد

جہاد کہتے ہی ایک عام ذہن میں صرف میدان جنگ، ہتھیار اور لڑائی کا تصور آتا ہے۔ لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جہاد کے کئی اقسام ہیں اور یہ جہاد بالسیف آخری نوبت کا جہاد ہے۔

۱۔ جہاد درسلسلہ حقوق العباد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی روایت ہے کہ آقائے نامدار کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور جہاد اور ہجرت دونوں کی اجازت طلب کی تو دریافت فرمایا " ترے ماں باپ زندہ ہیں"؟ عرض کیا " ہاں" فرمان ہوا " ملا یعنی تو ان ہی سے جاکر اچھا برتاؤ کر ان کی خدمت کر (مسلم)

(۲) فرمایا حضور پرنور صلعم نے کہ ان کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔ ایک والدین کی حق تلفی۔ تیسرے میدان قتال فی سبیل اللہ سے فراری۔

(۳) فرمایا حضور صلعم نے جس نے کسی مجاہد کے غائبانہ میں اس کے اہل وعیال کے ر کی اس نے جہاد کیا۔

(۴) فرمان ہے آقائے نامدار صلعم کا کہ جو اپنی جان کی حفاظت کرتے قتل ہو گ

(۵) ارشاد ہے سرکار دوعالم صلعم کا جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے وہ شہید ہے۔

(۶) جو شخص اپنے اہل وعیال بوڑھے والدین یا اپنی ضروریات کی تکمیل کے ا معاش میں نکلا فرمایا فخر کائنات صلعم نے کہ وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے۔

(۷) فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا میٹ دیتا گناہوں کو مگر قرض کو نہیں (صحیح مسلم شریف)۔ (کیونکہ یہ قرض کا تعلق بندے کے حقوق

مندرجہ بالا فرامین رسول عظیم صلعم سے ظاہر ہو گیا کہ حقوق العباد کی ادائی اس کشمکش میں مبتلا رہنا اور جان دے دینا بھی جہاد ہے اور شہادت سے ہمکنار کر دیتا۔

جہاد ذریعہ مال

"جہاد اللہ کے لئے ہے" کے سلسلہ میں جان اور ما جہاد کرنے کے رسول عربی صلعم اور اللہ پاک کے احک گئے جا چکے ہیں جو اس عنوان پر روشنی ڈالتے کافی ہیں کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول صا بار فرمایا ہے جہاد کرو اپنی جان سے اور مال سے۔ مال اللہ کی راہ میں بغرض جہاد دینا د بڑا جہاد ہے چونکہ جہاد کی تکمیل کیلئے مال دولت کی ضرورت لاحق ہوتی ہے صحابہ اکرا بھی جہاد کی نوبت آئی مال بغرض جہاد راہ خدا میں لاکر رسول اللہ صلعم کے دربار میں فرما دیا تمام واقعات کی تفصیلات کتاب کی صورت اختیار کر جائے گی یہاں صرف ایک

ذکر کیا جاتا ہے جسکو علامہ اقبالؔ نے بانگِ درا میں لکھا ہے جس میں ناقابلِ قیاس ایثار کا خدا کی راہ میں اظہار ہوتا اور یہ واقعہ ہم کو دعوت عمل دیتا ہے۔

اک دن رسولِ پاک نے اصحاب سے کہا ؛ دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے ؛ اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور ؛ بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسولِ امین کے پاس ؛ ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ ؛ اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ ؛ مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق ؛ باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا ؛ جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت ؛ ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس ؛ اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی ؛ کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر ؛ اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانہ کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس ؛ صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسولؐ بس

خدا اور اس کے رسولؐ کی راہ میں مال کے جہاد کے ان گنت واقعات ہیں لیکن سب سے چوٹی کا واقعہ بیان کیا گیا۔

جہاد ذریعۂ زبان جہاد ذریعۂ زبان کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ رہبر کامل حضور صلعم نے اس سلسلہ میں فرمایا :-

(۱) "بہترین جہاد ظالم اقتدار کے سامنے حق بات کہنا ہے"
(۲) "مشرکین سے اپنے جان و مال اور زبان کے ذریعۂ جہاد کرو۔"
(۳) "جس نے کسی ہدایت کی طرف لوگوں کو بلایا تو اس کو بھی وہی اجر ہے جو اسکی پیروی کرنے والے کے لئے ہے۔"
(۴) "جہاد کرو اپنے مال سے اپنی جان سے اور زبان سے۔"
(۵) "ظالم و جابر اقتدار کے مقابلہ میں کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔"

جہاد ذریعۂ علم فرمایا نورِ اولین محبوبِ خدا صلعم نے "لوگوں میں درجہ نبوت کے قریب اہلِ علم اور اہلِ جہاد ہیں"۔ یعنی علم کے ذریعہ جو جہاد کیا جاتا ہے چاہے وہ زبانی ہو کہ تحریری وہ نبوت کے درجہ کے قریب پہنچا دیتا ہے۔

جہاد قلم کے ذریعہ دنیا کو روشنی بخشنے والے حضور انورؐ نے فرمایا "قیامت کے دن علماء کی روشنائی اور شہید کا خون ایک ہی درجہ میں ہوں گے"۔

جہاد نفس کے ساتھ تلوار کے ذریعہ دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے والا مجاہد درحقیقت مراتب اعلیٰ کا حامل ہوتا ہے اس کے باوجود جہاد بالسیف کو جہادِ اصغر اور جہاد نفس کے ساتھ کرنے کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔ چونکہ جب نفس سے جہاد کر کے نفس کو تابع احکام الٰہی بنا لیا جائے تو تب ہی جہاد بالسیف فی سبیل اللہ ممکن ہو سکتا ہے۔ نفس کو تابع شریعت محمدیؐ نہ کیا جائے تو انسان نفس امارہ کا شکار بن جاتا اور شیطان کے پھندے میں گرفتار ہو کر بندہ خدا نہیں بلکہ بندۂ ابلیس بن جاتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان انسان کی رگوں میں جاری و ساری ہے جس طرح خون جاری و ساری ہے پھر فرمایا آقائے نامدار صلعم نے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان پیدا کیا جاتا ہے میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔ نفس کے ساتھ جہاد کر کے ہی اس شیطان کو قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

(۱) (اے پیغمبرؐ) آپ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئے (پارہ ۱۸ - ۲۳ ع ۵)

(۲) شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو ان ہی کی تعلیم کرے گا جو کہ شرک بُری اور گندی ہیں۔ (جزو ثانی سورہ بقرہ رکوع ۲۰)

(۳) اے نبی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے کیا تم ایسے شخص کی نگرانی کر سکتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے بہت سے لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ (سورہ ۲۵ الفرقان پارہ ۱۹)

ندرجہ بالا آیات قرآنی اور فرامین رسول اللہ صلعم کی روشنی میں معلوم ہوگیا کہ نفس اور شیطان
اک بھیانک منزل پر انسان کو لیجاتے ہیں کہ وہ جیسا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں جانوروں
گئے گزرے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ جہاد فی سبیل اللہ کیسے کرنے
د قابل رہ سکتا ہے ؟۔ لہذا اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے نفس کو تابع شریعت محمدیؐ
دِ اکبر ہے کہ فرمایا حضور انور صلعم نے "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک ان کی
نفس میری لائی ہوئی شریعت کے مطابق نہ ہو جائے۔ جب کوئی مسلمان یا مومن ہی نہ ہو تو
ع کردار کا حامل نہیں ہو سکتا۔ مومن اور صاحب کردار نہ ہوتے ہوئے اگر وہ جہاد کے قریب
تو وہ کامیاب جہاد نہیں کر سکتا بلکہ وہ جہاد کو جنگ کا روپ دے کر گناہوں میں مبتلا اور دنیا
بر باد و تاراج کرتا ہے۔ نفس کا کامیاب جہاد ہی مردِ مومن بناتا اور جہاد بالسّیف کا متحمل
ہے۔ مسلمان جب سے زوال پذیر ہوا ہے جیسا کہ اوپر آیت قرآنی پیش کی گئی نفس کی خواہش
خدا بنالیا ہے اور جانوروں سے بھی بدتر ہو کر ذلیل و خوار ہو گیا ہے ایسی صورت میں جہاد
کر ہی کیسے سکتا ہے ؟ نفس کا کامیاب جہاد ہی مجاہد میں حرارت مجاہدانہ پیدا کر سکتا
نہ انسان صرف گفتار کا غازی ہی بن کر شراب الست پیئے بے عملی کی دنیا میں رہتا ہے کردار کا
ہیں بن سکتا۔ کردار اور عمل ہی جہاد بالسّیف فی سبیل اللہ کے لئے ضروری ہیں۔ ورنہ
حضرت اقبالؒ عمل بے غرض باقی نہیں رہتا اور حال یہہ ہو جاتا ہے کہ

اقبالؒ بڑا اُپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست	؛	مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
حور و خیام سے گذر بادہ و جام سے گذر	؛	جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے

جہاد بالسیف کیلئے مسلمان کو کس مقام پر فائز رہنا چاہیئے ؟

جہاد بالسّیف جہاد کی آخری قسم ہے جیسا کہ بیان کیا گیا جہاد بالسّیف فی سبیل اللہ کرنے
ں کو مسلمان بن کر نفس سے مجاہدہ کر کے کردار کا غازی بننا اور اپنے میں مجاہدانہ حرارت
نی ہوتی ہے۔ نفس کا غلام بنے شراب الست پی کر سستی اور کاہلی کا شکار بنے اونگھنے
سطرح جہاد بالسّیف فی سبیل اللہ کر سکتے ہیں ؟ اب نفس سے جہاد کرنے کے بھی طریقے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان کی اولاً پابندی اور صحیح انداز سے ادائی پہلا طریقہ ہے۔ اب
کہ ان کی ادائی کس انداز سے آج کا مسلمان کر رہا ہے۔

رکن اول شہادت توحید

انسان کو مسلمان بننے اولاً ہ
اول توحید پر یقین کامل پیدا کرنے کی ضرورت ہے یعنی اللہ کی وحدانیت کا یقی
کا یقین اللہ کے احکام بجا نہ لانے کی صورت میں اللہ کا خوف مسلمان کا شیوہ زند
تو ہی مسلمان مسلمان بن کر بعد اقرار رسالت غلامانِ محمدؐ کی صفوں میں شامل ہو سکتا
جب اللہ کے عشق میں کامل ہو جائے تو مسلمان مومن بن کر جہاد بالسیف کے لائق د
عشق الٰہی ہی وہ چیز ہے کہ بقولِ علامہ۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی ؎ نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و

اگر عشق الٰہی نہ ہو تو علامہ فرماتے ہیں:۔

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے ؎ تری پرواز لولاکی نہیں ہے

عشق الٰہی جب ہی پیدا ہوگا جبکہ وجود ذات باری کا یقین محکم حاصل ہو جائے۔ اگر ا
کا اقرار کرے مگر۔

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل ؎ بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل؟ ؎ دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہ

یقین کی دولت عملی انداز سے توحید اور ذات الٰہی کے بارے میں حاصل ہو جائے تو پھر
یقین بقول علامہ وہ دولت ہے کہ

یقیں پیدا کر اے ناداں یقیں سے ہاتھ آتی ہے ؎ وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغ

اور آج بقول حضرت اقبال مسلمان کے یقین اور عمل کا جب یہ حال ہے تو وہ جہا
کے قریب کیسے جا سکتا ہے؟

اے رہرو فرزانہ نے جذب مسلمانی ؎ نے راہ عمل پیدا نے شاخ یقین نم

یقین ہی سے ایمان کی دولت اور لذت حاصل ہوتی ہے اور آج حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہو
کی دولت سے محروم ہے چونکہ وہ حافظ قرآن ہوتے ہوئے بھی ذہنی اعتبار سے دنیا
نفس امارہ کا غلام بن کر یقین اور ایمان کی دولت سے بقول حضرت اقبال محروم ہے

از غلامی لذت ایماں مجو ؎ گرچہ باشد حافظ قرآں مجو

ترجمہ: ایمان کی لذت کسی غلام کے پاس جا کر مت ڈھونڈ اگرچہ وہ غلام حافظ قرآن ہی ہی کیوں نہ ہو۔

ایمان کی لذت سے محروم بدنصیب جہاد فی سبیل اللہ کیسے کر سکتا ہے جبکہ ایمان کا صرف دکھاوا ہو اور حقیقت یہ ہو کہ

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش　؎　مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش

توحید کی قوت سے محروم ہو کر جب مسلمان توحید کو ایک مسئلہ کلام بنا کر رکھ دے تو مسلمان اپنے مقام سے غافل کیسے نہ ہو جائے اور توحید کی روشنی کے بغیر مسلمان کا سیاہ کردار روشن کس طرح بن سکتا ہے اللہ رحمت فرمائے۔ حضرت اقبال کی روح پر خوب فرمایا ہے فرمایا۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی　؎　آج کیا ہے فقط ایک مسئلہ علم کلام

روشن اس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو　؎　خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

میں نے اے میر سپہ تیری سپہ دیکھی ہے　؎　قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام

اسلام کا رکن دوم نماز جو جہاد میں معاون ہے

جب اسلام کے رکن اول توحید اور وحدانیت کا اقرار مسلمان کے لئے صرف ایک زبانی دعویٰ بن کر رہ جائے تو پھر اسلام کے رکن دوم نماز کا بھی ایک دکھاوا ہی بن کر سامنے آئے گا اور نماز کا حضرت اقبال کی زبان میں یہ حال ہو گا۔

دل ہے مسلماں میرا نہ ترا　؎　تو بھی نمازی میں بھی نمازی

تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال　؎　تری اذاں میں نہیں میری سحر کا پیام

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وگداز　؎　بے تب و تاب دروں میری صلوٰۃ اور درود

مثال ماہ چمکتا تھا جس کا داغ سجود　؎　خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

علامہ اقبال کہتے ہیں عام مسلمان ہو کہ ملّا نہ اذان دینے کا انداز مجاہدانہ ہے اور نہ نماز ادا کرنے کا انداز مجاہدانہ۔ جہاں تک اذان کا تعلق ہے فرماتے ہیں:-

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن　؎　ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں　؎　کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

جہاں تک نماز کا تعلق ہے علامہ کو دکھ ہے کہ مسلمان مجاہدانہ نماز کی ادائی سے قاصر اور

غلامانہ اندازِ نماز کا عادی بن چکا ہے۔ چونکہ مسلمان میں مردِ مجاہد کا "حریت پسند" رہا بلکہ ایک غلامانہ ذہن مصروفِ کار رہے۔

مجاہدوں اور غلاموں کی نماز میں فرق

کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعد نماز ؎ طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے
وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد ؎ خبر نہ تھی اسے کیا چیز ہے نمازِ غ
ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دنیا میں ؎ انہیں کے ذوقِ عمل سے ہیں امتوں کے ن
بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم ؎ کہ ہے مرور غلاموں کے روز و شب ن
طویل سجدے اگر ہیں تو کیا تعجب ہے ؎ ورائے سجدہ غریبوں کو اور کیا ہے

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملّت کی زندگی کا پیام

اشاعت اسلام کا زمانہ ہے غلامانِ محمد جہاد میں مصروف ہیں روم کی و یلیں فتوحات پہ فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ کئی رومی شکست کھا کر مسلمانوں کے اسیر ہ یلیں سے ایک قیدی بڑی چالاکی سے مسلمانوں کی قید سے آزاد ہو کر بھاگ نکلتا اور قیصر ر پہنچ جاتا ہے۔ قیصر روم اس سے صحابہ اکرام رض اور غلامانِ محمد یعنی اس وقت کے مسلمانوں ک دریافت کرتا ہے تو وہ شخص عرض کرتا ہے "اے شہنشاہ یہ لوگ دن کو شہسوار ہیں ا عابد بن کر اللہ کے حضور عبادت میں گزارتے ہیں۔"

آج کے مسلمان کا یہ حال ہے کہ دکھاوے کے لئے مسجدوں میں طویل سجدوں یں ہے اور رات میں نرم نرم گدوں پر مصروفِ خواب ہے۔ ایک طرف آج کا مسلمان ص دکھاوے کے طویل بے حضوری کے سجدوں کے علاوہ اگر راتوں میں جاگتا ہے تو قوالیوں او دین کے اعمال کی پیروی سے بے نیاز ہو کر ان کے عرسوں صندل مالیوں اور بہت سے غیر ضرو کو مذہبی اشکال دیکھ یا سینما دیکھنے کے لئے یا پھر اہل ہنود کے رسومات لی ہوئی شادی بیا سلسلہ میں یا چھلہ چھٹی بسم اللہ خوانی روزہ رکھائی وغیرہ کے لئے تو ان حالات میں جہاد ک کا سوال تو دور کا رہا۔ جہاد کے فلسفہ کو سمجھنے سوچنے کے لئے تک اس کے پاس وقت کہ سے آسکتا ہے؟ ذہنی اعتبار سے جسمانی اعتبار سے جب لے سے غلامی نصیب ہے تو مردِ حُر کے

پر کھڑے ہوکر افکار کی دنیا میں کوئی مقام پا ہی نہیں سکتا جیسا کہ علامہ نے غلام اور مرد حُر کا نقشہ کھینچا ہے۔

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے ؛ پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات
آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال ؛ کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات
آزاد کا ہر لحظہ پیام ابدیت ؛ محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگ مفاجات
آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور ؛ محکوم کا اندیشہ گرفتار خرافات
محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا ؛ ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات
محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی ؛ موسیقی و صورت گری و علم نباتات

نماز کا دوسرا پہلو ڈسپلن اور وحدت کی تعلیم ہے

نماز ڈسپلن (DISCIPLINE) اور آپس کے اتحاد کی تعلیم دیتی اور قوم میں وحدت کی روح پھونکتی ہے اور یہی چیزیں جہاد کی جان روح اور کامیابی کے لیے اکسیر ہیں۔ مگر مسلمانوں نے نماز کی اس تربیت سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا۔ نفاق و خواہشات کے صنم دل میں بٹھائے ظاہری طور پہ زمین پر سجدوں پر سجدے مارنے میں مصروف ہیں اور زمین علامہ اقبال کی زبان میں برابر پکار رہی ہے ؏

ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اس ظاہری دکھاوے کی نماز اور سجدوں نے مسلمانوں کی روح میں سے پاکیزگی کو ناپید کر دیا۔ وحدت قومی کے افکار کو اور مسلمانوں کے وحدت کردار کو خام بنا کر رکھ دیا۔ ضمیر پاک رہا نہ خیال کی بلندی اور ذوقِ لطیف کی دولت سے مسلمان بہرہ ور رہے۔ علامہ حد درجہ متاثر ہوکر فرماتے ہیں۔

آہ اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہ ؛ وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید ؛ ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

جب مسلمان اسلام کے رکن دوم کے فوائد مقصد ڈسپلن (DISCIPLINE) اور وحدت سے نہ صرف محروم ہوجائیں بلکہ اہل ہنود کی طرح اونچ نیچ کے دلدل میں پھنس جائیں۔ دکھاوے کے لئے صف بنا کر ر مے سے کندھا ملا کر کھڑے تو ہو جائیں لیکن دل ایک دوسرے سے کوسوں دور ہوتے جائیں اور اپنے اسلاف کی جہاد کی ان نمازوں کو بھول جائیں کہ : بقولِ اقبال ؒ

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز ؛ قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ؛ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے ؛ بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

پیغمبر اسلام ﷺ کے احکام کے خلاف بڑائی کا معیار اعمال پر نہیں بلکہ دولت پر قائم کر کے بے مایہ نظروں سے دیکھنے لگ جائیں کردار کی کئی منزلہ عمارات تعمیر کرنے اور کردار کو سنوارنے کے مسجدوں کو کئی منزلہ بنا کر سنوارنے لگ جائیں مسجدوں کی کمیٹیاں بنا کر رات دن جھگڑتے رہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لائق ہی کب رہیں گے۔

اسلام کا رکن سوم روزہ جو جہاد میں معاون ہے

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے جو بہ وقت واحد مسلمان کو تین چیزوں کی تعلیم دیتا اا کرتا ہے جو جہاد کے لئے بھی ضروری ہیں۔ (۱) خدا کی رضا مندی کے لئے روزہ رکھنا اد روزہ میں بھوک اور پیاس اللہ کے لئے برداشت کرنا اسی طرح جہاد کا معاملہ ہے کہ اللہ کی کے لئے جہاد کرنا اور جہاد میں تکالیف اللہ کے لئے برداشت کرنا۔

(۲) خدا کو حاضر و ناظر دانا و بینا جان کر بھوک اور پیاس کی شدت کو بھی روزہ میں بر کرنا اور تنہائی اور موقعہ ملنے پر بھی اللہ کو حاضر و ناظر دانا و بینا جان کر نہ کھانا نہ پینا اور نہ کوئی ایسا اقدام کرنا جس سے روزہ ٹوٹ جائے بالکل اسی طرح جہاد میں بھی چاہے و نے کا خوف ہو یا تکالیف ہی تکالیف پہنچتی رہے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر تکالیف بر ما اور بھاگنے کا موقع بھی ملے تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر نہ بھاگے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں جسمیں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی جسمیں سے ایک میدان قتال فی سبیا میں فرار ہونا ہے اور قرآن حکیم کی سورت ۶۱ سورہ صف پارہ ۲۸ میں اللہ پاک فرماتے ہیں اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک ئی ہوئی دیوار ہیں (آیت ۴)

(۳) روزہ صبر کی تلقین کرتا اور صبر کرنے کی روزہ دار کو تربیت دیتا ہے چونکہ اللہ فرما ہ کی جزا میں ہوں اسی طرح جہاد میں بھی تکالیف پر مجاہد کو صبر کرنا اللہ پاک کی خوشنو لئے ضروری ہے چونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں " اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر

کام لو۔ باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ حق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ (آل عمران ؛ آیت ۲۰) پھر سورہ توبہ آیت (۱۱۱) میں اللہ پاک فرماتے ہیں مومنوں سے ان کی جانیں اللہ نے خرید لیں اور ان کا مال بھی اس قیمت پر خرید لیں کہ ان کے لئے بہشت کی جاوداں زندگی"۔ دیکھا آپ نے کس قدر ارکان اسلام کے ذریعہ مومن کو جہاد کے لئے تیار کیا جارہا اور جہاد کے لئے تربیت دی جارہی ہے۔

اب ذرا چلئے ماضی کی طرف۔ عرب کی سخت ناقابل برداشت شدت کی گرمی ہے غزوہ بدر رمضان ۲ھ میں لڑی جاکر کامیابی حاصل کیجاتی ہے جنگ خندق رمضان ۵ھ میں لڑی گئی۔ غزوہ خندق میں انصار بحالت روزہ خندق کھودتے اور کھودتے ہوئے کہتے جاتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کا عہد کیا ہے ہمیشہ کے لئے جب تک ہمارے جسم میں جان ہے"۔ آقائے نامدار صلعم نے یہ الفاظ سن کر فرمایا۔" اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے بس آپ آخرت میں انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمایئے (بخاری)

آج بھی ہر سال رمضان آتا ہے۔ ایر کنڈیشنڈ کمروں میں، مسجدوں میں دن گزار دیا جاتا ہے۔ مسلمان نوجوان جن پر روزہ جہاد دونوں فرض ہیں ہوٹلوں میں تکمی کباب اور بریانی سے لذت یاب ہوتے اور مغرب کو ہریس دحلیم کے مزے ان کی زبان پر ہوتے ہیں ۔۔۔۔ رمضان کے آخری جمعہ کو آپ انہیں ضرور مکہ مسجد کے سامنے سمنٹ روڈ پر راستہ روک کر بغرض نماز ضرور حاضر پائینگے اور پھر کپڑوں کے لئے ٹیلرس کی دوکانات کے چکر کاٹتے اور عید کی تیاری میں بہت ہی گرمجوش پائینگے علامہ اقبال اولاً یو پوچھتے اور پھر فیصلہ صادر فرماتے ہیں

طبع آزاد یہ قید رمضان بھاری ہے ؛ تمہیں کہہ دو یہی آئین وفاداری ہے

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں ؛ جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ماہ رمضان سے گرمی کی شدت ہے، غلامان محمدؐ روزہ میں اور بلاخوف مصروف جہاد۔ یہ انداز دیکھکر ابلیس بے چین اور اپنے چیلوں کو جمع کرکے ہدایت دیتا ہے جسکو علامہ اقبال ضرب کلیم میں لکھتے ہیں۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا ؛ روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

لیکن نہ ابلیس کی اور نہ ہی اس کے نام نہاد چیلوں کی ہمت ہوسکی کہ ان غلامان محمدؐ کے جسموں سے روح محمدؐ نکال لیں۔ لیکن آج مسلمانوں نے ابلیس کے چیلوں کو اپنے اعمال سے موقع دیدیا

کہ محمد مصطفیٰؐ صلعم کی پھونکی ہوئی روح ان کے بدن سے نکال لیں اور تعلیمات محمدیؐ کو بھلا دیں
ایسی صورت میں مسلمان فرائض جہاد سے کیسے بہرہ ور ہو سکیں گے؟

اسلام کا چوتھا رکن زکواۃ - جو جہاد میں معاون ہے

جب مومن توحید میں کامل نماز پر عامل اور روزہ رکھکر مقام فاضل حاصل کر لیتا ہے تو اللہ
اسلام کے چوتھے رکن زکواۃ سے اس کا امتحان لیتے اور زکواۃ کے احکام کے تحت راہِ خدا میں مال خرچ
کرنے کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں تاکہ جہاد کے سلسلہ میں مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مسلمان کو
اس تربیت کے ذریعہ آسان ہو سکے۔ جہاد جان و مال سے کرنے کے تعلق سے اللہ پاک نے قرآن مجید
میں جابجا احکام صادر فرمائے ہیں جن کو حتی الامکان بیان کیا جا چکا ہے۔ گویا اسلام کا چوتھا رکن
تربیت ہے جہاد کے سلسلہ میں مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبال کی ز
میں مال راہ خدا میں لٹانے کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ اور صدیق اکبرؓ کا بیان کیا جا چکا ہے۔ آج بھی
عموماً رمضان میں زکواۃ نکالتے ہیں جس میں اکثر شوہی شو اور دکھاوا نظر آتا ہے۔ اللہ کی راہ
میں ہمارے دینے کا انداز بقول حضرت اقبال ؎

ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے جو جہاد میں معاون ہے

جب مومن توحید نماز روزہ اور راہ خدا میں بنام زکواۃ مال دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے
تو پانچواں اسلام کا رکن حج مومن کے عشق کا امتحان لیتا ہے کہ کس قدر اسکو عشق اللہ پاک کی ذات
ہے۔ حج میں روپیہ بھی خرچ کرنا ہوتا ہے محنت و مشقت بھی صبر بھی اور تکالیف بھی۔
چیزیں جہاد کیلئے بھی ضروری ہیں اور جہاد اور حج میں سب سے زیادہ جو امر مشترک
عشق الٰہی کی آخری منزل پر پہونچ جاتا ہے اور اللہ کی راہ میں جان کی قربانی جیسا کہ عشق
تھا یہ پہونچ کر حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ نے پیش کر کے قیامت تک کے لئے
مثال اور نمونہ پیش فرما دیا اس کے لئے ہمیشہ تیار رہنے کا حاجی ذریعہ حج اعلان کرتا اور
لہٰذا اللہ پاک پر قربان ہو جانے کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی طرح جہاد میں مجاہد اللہ کی

رات سے عشق کی انتہا پر پہونچ کر مال و جان اللہ کی راہ میں پیش کرنے بڑھ جاتا ہے۔ عشق
وہ مقام اعلیٰ ہے کہ حضرت اقبال فرماتے ہیں۔

عشق سکوں و ثبات عشق حیات و ممات ؛ علم سے پیدا سوال عشق سے پنہاں جواب
عشق کے ہیں معجزات سلطنت فقر و دیں ؛ عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں عشق زماں و زمیں ؛ عشق سراپا یقیں اور یقیں فتحیاب
شرع محبت میں ہے عشرت منزل حرام ؛ شورش طوفاں حلال لذت ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام ؛ علم ہے ابن الکتاب عشق ہے ام الکتاب

لیکن آج کا حج کیا ہے خدا کے عشق کا امتحان نہیں۔ ایک تفریحی پکنک۔ باہر کے سامان
دلچسپی کا ثبوت ـــ حج تو ہر نوعیت کی رقم سے ادا ہو رہا ہے۔ رشوت کی رقم سے کبھی سود کی
رقم سے کبھی۔ چاروں ارکان اسلام کے حج کو جانے کے قبل صاحب موصوف پابند تھے اور نہ بعد فراغت
حاجی صاحب پر پابندی احکام اسلام کا لزوم ہے حج کو جانے کا مقصد "الحاج" کی ڈگری کا حصول
ایک غیر کے سامان کو لے آنے کا ایک بہانہ کہ حج کی برکت سے تمام غیر شرعی سامان متبرک ہو جائے
حاجی صاحب کسٹم والوں کے ہاتھوں پکڑے جا کر ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ حاجیوں کا جہاز
"کوؤں کا جہاز" کہلایا جا رہا ہے گویا۔

گھر حاجی کا ہے یا میوزیم ہے یہ فارن کا ؛ جو چیز ہے باہر کی وہ حاجی کو لائی ہے (جمیل)
چشمہ تھا گناہوں کا حج کرنے سے پہلے یہ ؛ بعد حج کے یہ چشمہ اب دریا کی روانی ہے ؍؍
جا کر درِ دولت پہ حاجی کے جو دیکھا تو ؛ اک تار ہے میٹر پر بجلی کی روانی ہے ؍؍
پردہ ہے نہ گوشہ ہے نہ اسکا ادب باقی ؛ حاجی ہیں حجابی ہیں دیسیا کی روانی ہے ؍؍

کوئی شک نہیں : اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض اچھے اور بے لوث حضرات
حج کرتے ہیں لیکن ان کی تعداد اس قدر کم ہوتی ہے کہ ہم جیسے نفس امارہ رکھنے والوں کی اکثریت
سامنے برائے نام اقلیت خود بخود گم ہو کر رہ جاتی ہے اور حکم اکثریت پر اس انداز سے عائد ہوتا ہے
جز اکثریت میں فنا ہو کر کل ہو جاتا ہے اور سب بدنام ہو جاتے ہیں بلا شبہ نفس امارہ کو لئے حج جانے
لے ظالم ہیں۔ جو لوگ نیک ہیں ان پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فرمان عالی ہے آقائے
مدار صلعم کا کہ "جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ
نہ ان پر عمومی عذاب نازل کر دے"۔ اکثریت کو پیش نظر رکھ کر اور سخت متاثر ہو کر علامہ نے

مسلمان قوم پر حسب ذیل فیصلہ کا نفاذ فرمایا ہے۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے ؛ وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے

نماز روزہ وقربانی و حج ؛ یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا ؛ کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

کاپی نقل اور اداکاری

آج کل جس طرح مدارس اور کالجوں میں معیار تعلیم گر گیا ہے بلکہ طالب علم نقل اور کاپی کرکے پاس ہونے کے شرمناک جرم کو جرم نہیں سمجھ رہے ہیں اور فلمی شرمناک اداکاری اس قدر اعلیٰ مقام حاصل کر گئی ہے کہ اسکو آرٹ سمجھ لیا گیا ہے بالکل اسی طرح آج کا مسلمان ارکانِ اسلام حقیقت میں جذبہ خلوص سے ادا نہیں کر رہا ہے بلکہ اسکی کاپی نقل اور اداکاری جاری ہے ۔ لیکن جہاد کا جہاں تک سوال ہے وہ کاپی اور نقل یا اداکاری کے تحت نہیں کیا جا سکتا ۔ جہاد کی یہی نقل، کاپی اور اداکاری جو آج عربوں نے اسرائیل کے مقابلہ میں بنام جہاد کی اس نے عربوں کو کس قدر شرمناک حد تک گرا دیا اور گرا رہی ہے عالم پر روشن ہے ۔

مسلمان جب تک اسلام کے پانچ ارکان کا صحیح انداز سے ادائی کا پابند نہ ہو جائے وہ فلسفہ جہاد کو نہیں سمجھ سکتا ۔ اور نہ ایک سچا مجاہد بن کر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے میدانِ جنگ میں اتر سکتا ہے ۔ بقول حضرت اقبالؔ اب مسلمان کے لئے جو فرامین خداوندی جہاد کے تعلق سے قرآن پاک میں صادر فرمائے گئے اب مسلمانوں کی فطرت میں قنوطیت یاس و ناامیدی کا غلبہ ہو جانے کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں رہے ہیں لہذا مسلمان نے جہاد کو اپنے پر حرام ہونے کا فرمان اپنی فطرت کی ناامیدی کے ہاتھوں جاری کروا لیا ہے ۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ مسلمان حاملِ قرآن نہیں رہا ۔ دنیاداری سرمایہ داری کی چکر میں پڑ گیا ۔ دین کی لذت سے زیادہ دنیا کی خواہش دل میں گدگدیاں لینے لگی تیل کی دولت نے مسلمانوں کو اندھا کر دیا تو جہاد کیسے پیش نظر رہے ۔ علامہ نے کس خوبی سے ان خیالات کی ادائی فرمائی ہے ۔

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید

ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پہ حرام

جانتا ہوں، میں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں

ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دین

جہادِ بالسّیف میں خون ریزی کیا ظلم نہیں؟

اللہ پاک اپنے ہر بندہ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں فرماتے کہ ایک بندہ کے ہاتھوں دوسرے بندہ کا خون بہایا جائے۔ جس طرح جسمانی امراض ہیں اسی طرح قلبی روحانی امراض بھی ہوتے ہیں جو خطرناک کردار کو جنم دے کر معاشرے کو درہم برہم کر دیتے ہیں جس طرح جسمانی علاج کے دو طریقے ہیں :-

(۱) ذریعہ ادویات خارجی و داخلی یعنی ادویات بیرونی طور پر لگائے جاتے ہیں یا ذریعہ منہ یا انجکشن داخلِ جسم کئے جاتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ علاج ہے جراحی جبکہ ادویات کے مندرجہ بالا طریقے سے شفا ممکن ہی نہ رہے تو جان بچانے ذریعہ آپریشن علاج کیا جاتا ہے۔

روحانی و قلبی بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں بھی انبیا، و مومنین کو اللہ پاک حکم دیتے ہیں کہ دونوں طریقوں سے کام لیا جائے۔ پہلے سمجھایا جائے عمل کر کے اپنی مثال پیش کی جائے۔ وسیع القلبی کا بار بار مظاہرہ کر کے غلطیوں کو معاف کر کے درگزر کر کے انہیں راہِ راست پر آنے کا موقعہ دیا جائے اس کے باوجود اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں اور پورے بنی نوع انسان کے لئے خطرناک ظالم اور زہر آلود بن جائیں اور سمجھانے پر مقابلہ پر آجائیں تو اللہ پاک قرآنِ حکیم میں حکم فرماتے ہیں۔

(۱) " مشرکوں سے مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں" (سورہ التوبہ: ۳۶)

(۲) " اور ان باطل پرستوں سے برابر لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔" (سورہ الانفال: ۳۹)

(۳) " اے نبیؐ! منافقوں اور کافروں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔" (سورہ التوبہ: آیت ۷۳)

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی اور خصوصاً آخری آیت سے کہ " منافقوں اور کافروں پر سختی کرو" اللہ پاک کی رحمت کا پتہ چل رہا ہے چونکہ اللہ پاک اگر سختی پر آجائیں تو یہ نافرمان منافق اور کافر بندے اللہ کی سختی اور جلال کی تاب نہ لا سکیں گے اسلئے فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبیؐ تم سختی کرو۔ اگر یہ بد بخت تمہاری سختی سے بھی راہِ راست پر نہ آجائیں تو پھر ان کو باخبر کر دینا کہ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جائے قیام ہے۔ رسول خدا صلعم کے دنیا سے پردہ فرمانے

کے بعد یہہ کام خیر الامت یعنی غلامانِ محمدؐ کے سپرد کیا گیا ہے ۔ یہہ روحانی اور قلبی بیمار لوگ وہ لوگ ہیں جو خود خراب بن کے تمام معاشرے کو گندہ اور فضاء کو زہر آگیں کر دیتے ہیں ۔ خیر کو مٹا کے شر پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے اگر تمام ظاہری ادویات یعنی تدابیر و اسباب ختم ہو جائیں تو صرف عملِ جراحی ہی واحد طریقہ علاج رہ جاتا ہے اور اس طریقہ علاج کا نام ہے جہاد ۔ اسکو سمجھنے کے لئے ایک اور مثال کافی ہوگی ایک ذیابیطس کا مریض ہے جسم کے کسی حصہ یعنی ہاتھ یا پاؤں پر پھنسی نے پھوڑے کی صورت اختیار کر لی زہر آلود ہوگیا ۔ ڈاکٹر تمام طریقہ علاج دوا ذریعہ منہ اور انجکشن آزما چکے اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ آپریشن ناگزیر ہے اگر تاخیر کیجائے تو یہہ زہر پورے جسم میں سرایت کر جائے گا ۔ اور جان کا بچنا ممکن نہ ہوگا لہذا بعجلت ممکنہ اس عضو کو کاٹ دیا جائے تو جان بچ سکتی ہے ۔ اب مقامِ غور ہے کہ ڈاکٹر کو معقول رقم دیکر اس کے ہاتھ سے جسم کا وہ عضو کٹوایا جاتا ہے جس سے مریض معذور ہو جاتا ہے اور عضو کے کاٹ دینے رضا مندی اور اجازت نامہ کے پرچہ پر دستخط رضا مندی کیجا رہی ہے ۔ ڈاکٹر عضو کاٹ رہا ہے مریض کا خون بہہ رہا ہے کوئی اسکو ظالم نہیں کہتا بلکہ ڈاکٹر کا شکریہ ہو جا رہا ہے اور اسکو فیس بھی دی جا رہی ہے ۔ معاشرے کو پاک و صاف رکھنے کے لئے ایک قاتل مجرم کو عدالت قتل پھانسی یا گولی مار دینے یا گردن اڑا دینے کی سزا دیتی ہے ایک غدار وطن کے لئے بھی حکومت کی جانب سے ایسا ہی حکم صادر ہوتا ہے تو وہ ظلم نہیں کہلایا جا سکتا ۔ بالکل یہی حال و مثال جہاد کی ہے ۔ اللہ پاک کے غدار و باغی ایسے عناصر جو پورے تدابیر اصلاحی کے بعد سنبھلنے کا نام نہیں لیتے بلکہ پورے معاشرے کو تباہ و برباد اور زہر آلود کرنے پر تلے ہیں تو اس کا علاج ذریعہ آپریشن یعنی ذریعہ جہاد ہی ممکن ہے مگر دشمنانِ اسلام اسکو ظلم کہتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ :-

آیا سنہری گردوارہ میں سری لنکا میں حکومت ہند نے ظلم کیا ؟

سری لنکا میں حکومت ہند نے مدراس کے باشندوں کو راہ راست پر لانے اور راہ راست پہ نہ آئیں بلکہ مقابلہ پر آئیں تو ان کو گولی مار دیتے اپنی فوج روانہ کردی ۔ فوج نے شر پھیلانے اور مقابلہ کرنے والوں کو گولی مار کر ان کا صفایا کر دیا ۔ پنجاب میں ۱۹۸۴ء میں سنہری گردوارہ (گولڈن ٹمپل) جو سکھوں کی عبادت گاہ اور ان کا بہت ہی مقدس مقام ہے حکومت ہند نے آپریشن بلو سٹار کیا کیونکہ دہشت پسند سکھ گروہ نے معاشرے کا سکون غارت کر رکھا تھا گولڈن ٹمپل سکھوں کی عبادت گاہ ہونے کے باوجود فوج اندر داخل ہوگئی اور ممکنہ حد تک دہشت پسندوں

اور شرپسندوں سے اسکو پاک وصاف کیا پھر مئی ۱۹۸۸ء میں دوبارہ مجبوراً ذریعہ پولیس ایکشن دہشت پسندوں سے گولڈن ٹمپل کو بہ زور قوت پاک وصاف کیا اس سلسلہ میں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر دنیا اور حکومت بقول حضرت اقبال یہی کہتی ہے کہ ــــ

خس وخاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی

اب نقطہ انصاف طلب جو رہ جاتا ہے کہ پھر یہی اصول اسلام اور اللہ پاک جو کائینات کے قادر المطلق بادشاہ ہیں کے لئے ناجائز کیسے ؟ اور دشمنانِ اسلام اسکو ظلم کیسے کہہ سکتے ہیں ؟

جہاد کے تعلق سے دشمنان خدا کا پروپگنڈہ اور علامہ اقبال کا جواب

پس معلوم ہوا کہ جہاد ایک آخری ضروری علاج ہے جو معاشرے کو برباد کرنے دنیا کی فضا زہر آلود کرنے والے باغیان خدا کے ساتھ کیا جاتا ہے جبکہ وہ گندگی پھیلا کر اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال کر اللہ کی عظمت کے جھنڈے کو گرانے مائل بہ شر ہو جائیں ــــ انصاف شرط ہے کہ اس نوبت پر جہاد ظلم کیسے قرار دیا جا سکتا ہے ؟ جیسا کہ دشمنانِ خدا نے اسلام کے خلاف پروپگنڈہ ـــــــ (PROPOGANDA) مچایا اور ڈھنڈورا پیٹ دیا کہ اسلام خون بہانے اور تلوار اٹھانے کا نام ہے اور اسلام تلوار سے پھیلا ہے حالانکہ اپنے ذاتی اغراض اور نفس امارہ کے تحت کل یورپ شیطانی ہتھیاروں سے لیس ہو کر انسانی خون میں ڈوب گیا اور ڈوبا جا رہا ہے علامہ ان بدبخت قوموں سے پوچھتے ہیں۔

تعلیم اس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی	؛؛	دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے	؛؛	یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے	؛؛	مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات	؛؛	اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگذر

علامہ اقبال یورپ کی قوموں کو (آجکل تو اس صف میں امریکہ بھی شامل ہے) اسلام کی حقیقت اور خود یورپ کا آئندہ آنے والا تباہی کا انجام اور اسلام کا روشن مستقبل اس طرح سمجھاتے ہیں۔

روح اسلام کی ہے نور خودی نار خودی	؛؛	زندگانی کے لئے نار خودی نور وحضور
یہی ہر چیز کی تقویم یہی اصل نمود	؛؛	گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر	؛؛	دوسرا نام اسی دین کا ہے فقر غیور
اب ترا دور بھی آنے کو ہے فقیر غیور	؛؛	کھا گئی روح فرنگی کو ہوائے زر وسیم

آج کا مسلمان موت سے خائف لذت شہادت سے بے خبر

آج کا مسلمان موت سے بیحد خائف رہتا ہے حالانکہ " فرمایا آقائے نامدار صلعم نے موت مومن کے لئے تحفہ ہے" علامہ اقبال مسلمان کا یہ خوف دیکھکر کہتے ہیں کہ مسلمان تو لفظ موت ہی سے ڈرتا ہے چاہے درسلسلہ جہاد کافر کی موت ہی کیوں نہ ہو۔

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل ؛ کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر!

عام موت آقائے نامدار صلعم کے فرمان مبارک کے لحاظ سے ایک تحفہ ہے تو پھر مومن کی شہادت اسکے لئے کس قدر بلند مقام کی حامل ہوگی جس کے بارے میں اللہ پاک جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے مومنین کی جانیں ——— جنت کے معاوضہ میں خرید لی ہیں، اور شہیدوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں انہیں مردہ نہ خیال کرنا وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں رزق پاتے ہیں اور خوش ہیں اللہ کے فضل سے جو اس نے ان پر کیا ہے تو ایسی بے بہا نعمت شہادت کے مزے ولذت سے آج کا مسلمان نابلد ناآشنا وبے خبر ہے اور گھبراتا ہے فرمایا حضور پُرنور صلعم نے کہ "شہید کو جام شہادت نوش کرتے وقت اتنی چبھن محسوس ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے"

حضرت خالدؓ بن ولید جن کو رسول خدا صلعم نے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب دیا تھا جنہوں نے تاریخ شاہد ہے کہ تلوار سے ایسی جنگیں لڑی تھیں کہ اپنی آپ نظیر ہیں ایک دن میں آٹھ تلواریں آپ کے ہاتھ سے ٹوٹ گئیں آپ کو شہادت کی بڑی تمنا تھی لیکن اللہ کے محبوب رسولؐ نے چونکہ حضرت خالد بن ولید کو اللہ کی تلوار کا خطاب دیدیا تھا اور یہ تلوار میدان جنگ میں ٹوٹ نہ سکتی تھی یعنی شہید نہ ہوسکتی تھی جب حضرت خالدؓ جانباز کی رحلت کا وقت آیا تو آپ بستر پر پڑے روتے تھے کہ اس قدر جہادوں میں شرکت کی لیکن شہادت کے بلند مقام سے محروم رہا اور آج عورتوں کی طرح بستر پر مر رہا ہوں۔ یہ تھی شہادت کی تڑپ۔ حالانکہ بحیثیت غازی بھی آپ کا مقام بہت بلند و بالا تھا۔

علامہ بانگ درا میں جنگ یرموک کا ایک متاثرکن واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان کس طرح جام شہادت کی لذت سے باخبر ہوکر سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آکر اجازت جہاد چاہتا ہے۔

بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند — تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

نوجوان صورتِ سیماب مضطرب — آ کر ہوا امیرِ عساکر سے ہم کلام

بو عبیدہ رضؓ رخصت پیکار دے مجھے — لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

ب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں — اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

دل میں حضورِ رسالتؐ پناہ میں — لیجاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

ن ذوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ — جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

بیرِ فوج کہ وہ نوجواں ہے تو — پیروں پہ ترے عشق کا واجب ہے احترام

کرے خدائے محمدؐ تری مراد! — کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

جو بارگاہِ رسولِ امینؐ میں — کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

یکرم کیا ہے خدائے غیور نے — پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے

طالیہ نے ستمبر ۱۹۱۱ء میں طرابلس پر حملہ کیا۔ اس وقت طرابلس کی اسلامی حکومت نگی جہاز تھے تو وہ بھی مرمت طلب۔ اب باطل پرست شیاطین کے ہمراہیوں اور بھائیوں نے مصر سے آنے والی امدادی فوج کا راستہ بھی مصر کی ناکہ بندی کر کے بند کر دیا تھا۔ مسلمان وسامانی کے عالم میں سرفروشی کے جوہر دکھاتے میدانِ جہاد میں آگئے کہ نہ تو گولہ بارود مان رسد نہ کوئی طلبی رسد کے امکانات و امید۔ زندوں کے جسم پر نہ کافی لباس تھا اور ے لئے کفن کا انتظام مگر ایک جوشِ جہاد تھا جو اللہ پاک کو بہت پسند ہوتا ہے۔ اس کے عالم میں بھی ان شیر دل مجاہدین نے حملہ آوروں کا راستہ روک دیا ایک عرب لڑکی فاطمہ اس جہاد میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی ۱۹۱۲ء میں شہید ہوئی تو علامہ نے اس شہید میں جو قصیدہ بانگِ درا میں رقم فرمایا ہے بڑا ولولہ انگیز اور شانِ جہاد کو اجاگر کرنے

تو آبروئے اُمّتِ مرحوم ہے — ذرّہ ذرّہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے

ادت محورِ صحرائی تری قسمت میں تھی — غازیانِ دین کی سقائی تری قسمت میں تھی

ہادِ اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر — ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر

بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی — ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

وائیں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں — بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

فاطمہ گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے

رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے

ہے کوئی ہنگامہ تیری تربت خاموش میں
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں

بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعت مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں

تازہ انجم کا فضائے آسماں میں ہے ظہور
دیدۂ انساں سے نامحرم ہے جن کی موج نور

جو ابھی ابھرے ہیں ظلمت خانۂ ایام سے
جن کی ضو ناآشنا ہے قید صبح و شام سے

جن کی تابانی میں انداز کہن بھی نو بھی ہے
اور تیرے کوکب تقدیر کا پرتو بھی۔

علامہ اقبال طرابلس کے جہاد اور مجاہدین کی شہادتوں سے اس قدر متاثر ہو۔ درد اُن کے دل میں بس گیا بانگ درا میں اپنے اس قلب کا جو طرابلس کے شہیدوں کا ا الفت اپنے میں سمایا ہوا تھا اس انداز سے ذکر فرماتے ہیں۔

حضور رسالت مآب ﷺ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رخت سفر روانہ ہوا

فرشتے بزم رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضور آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو

کہا حضورؐ نے اے عندلیب باغ حجاز!
کلی کلی ہے تری گرمیٔ نوا سے گداز

نکل کے باغ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا

حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو، وہ کلی نہیں ملتی

مگر میں نذر کو ایک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

پس پتہ چلا کہ وہ دل وہ قلب جو رسول اللہ صلعم کی امت کی آبرو اپنے میں سمایا ہو مجاہدوں یعنی اللہ کی راہ میں لڑتے والوں سے محبت رکھتا ہے رسول اللہ صلعم کو بیحد عزیز ہے اور ایسا قلب حضور انور صلعم کو بطور نذرانہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

آٹھ سال سے دشمنان اسلام کی ناکام جدوجہد اور مجاہدین افغانستان کا کامیاب جہاد

...مرداں مدد خدا

روسی حکومت جو خدا کی ذات سے انکار کرنے والی ایک بدبخت اسلام دشمن شیطانی قوت کی حامل ایک وسیع حکومت ہے شمار دنیا کی بڑی طاقتوں میں کیا جاتا ہے۔ اس نے افغانستان میں اپنی ایک کٹھ پتلی حکومت ... اسلام کو مٹانے میں اپنی شیطانی جال پھیلانے کا منصوبہ مرتب کیا اور دسمبر ۱۹۷۹ء میں اپنی ... بری قوت کے ساتھ افغانستان میں داخل کر دیں۔ ایسی بدبخت قوم جو ذات خدا سے انکار ... اس کے بارے میں حضرت اقبال فرماتے ہیں :۔

...ی نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود ٭ میری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا

...نانوں نے روس کے وجود سے انکار کر دیا۔ افغان اس بڑی قوت کے آگے کمزور اور تقریباً ...ے مگر اللہ کا سہارا لیکر اعلان جہاد کر کے اس قدر بڑی قوت کے مقابلہ میں قوت آزما ...رہ بانگ دہل یہ اعلان کر دیا کہ روس ظالم اور ذات الٰہی کا منکر ہے اور اسکی یہاں بنائی ...مت ناقابل قبول ہے - ارشاد آقائے نامدار صلعم ہے کہ "بہتر جہاد ظالم اقتدار ...ے حق بات کہنا ہے"۔

...غان مجاہدین نے حق بات کہہ کر نہ صرف زبان سے جہاد کیا بلکہ اپنے کمزور ہتھیار عزم کے حامل ...ی سنبھال لئے اور سر سے کفن باندھ کر فی سبیل اللہ جہاد شروع کر دیا اور شہادت کی تمنا لئے ...ت میں دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ رہبر انسانیت آقائے نامدار صلعم کا ارشاد ہے کہ "خدا ...ن ضعیف مومن سے زیادہ محبوب ہے"۔

...جاہدین کی ہمت اور ان کے پر خلوص جذبہ جہاد کو دیکھکر اللہ پاک نے ان کی مدد فرمائی۔ جہاں ...تور دشمن اسلام نے ان پر حملہ کیا تو وہاں دوسرے طاقتور دشمن اسلام امریکہ نے ...س کی در پردہ ٹکر کے لئے بہت زیادہ طاقتور ہتھیار - سے نہ سہی معمولی ہتھیاروں ہی سے سہی ...ستان مجاہدین کی مدد کی۔ مجاہدین کا سب سے طاقتور ہتھیار ہوتا ہے "یقین محکم اور ...مل اور آپس کی محبت اور اتحاد"۔ جس پر مجاہدین نے عمل کیا بقول حضرت اقبال :۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم ؛ جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ارشادات آقائے نامدار صلعم ہیں کہ :

(۱) "یہ دین ہمیشہ رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت (کہیں نہ کہیں) ہمیشہ جہاد کرتا رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو"۔

(۲) "لوگوں میں درجہ نبوت کے قریب تر اہلِ علم اور اہلِ جہاد ہیں"۔

(۳) "مشرکین سے جان، مال اور زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو"

(۴) "جو لوگ کسی ظالم سے اپنا حق لینے کے سلسلے میں مار ڈالے جائیں وہ بھی شہید ہیں"۔

قوی قلوب اور مستحکم ارادے اور ایمان صحیح رکھنے والے جیالے مجاہدین نے نہ اپنی ظاہری کمزوری کو دیکھا نہ روس کی شیطانی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف کیا اور نہ ہی روس کے طاقتور شیطانی قوت کے حامل ہتھیار دیکھے گویا حضرت اقبال کی زبان میں ان دشمنوں کو یوں للکارا :-

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا ؛ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا ؛ اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسہ

مسلمان اور مجاہدین تو وہی ہے جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں بھی اپنے قوت بازو کا استعمال کرے یہی کام افغانی مجاہدین نے کیا اور کر رہے ہیں تھکنے نہیں آٹھ سال سے مصروف جہاد ہیں۔ ان حالات میں مدد اللہ کی جانب سے آنا یقینی اور بلا شبہ یقینی ہے چونکہ اللہ پاک قلوب کو دیکھنے والے ہیں۔ ارشاد سرور دو جہاں صلعم ہے کہ اللہ تمہارے مالوں اور چہروں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے اعمال اور قلوب کو دیکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ پاک فرماتے ہیں :-

(۱) "اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے"۔ (آل عمران : آیت ۱۲۵)

(۲) جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ہی ساتھ ہے (العنکبوت : ۶۹)

(۳) اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ (الصف : ۴)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مجاہدین افغان نے آٹھ سال تک اپنی جانیں قربان کیں جام شہادت نوش کر کے از روئے قرآن حیات جاوید حاصل کر لیں لیکن ان جیالے آہنی مجاہدین نے اس شیطانی

ج کے سپاہیوں کو بھی اس قدر کثرت سے جہنم کی راہ دکھلائی کہ اس قدر بڑی قوت بھی گھبرا اٹھی۔
بھی آخر دنیا نے دیکھ لیا کہ آٹھ سال کی طویل جنگ میں شیطانی کارندے رحمان کے بندوں کو
نہ کر سکے۔ مجاہدین اسلام کے ہاتھوں کافی تباہی اٹھانے کے بعد مئی ۱۹۸۸ء سے اپنے وطن
الملی پرست روسی فوج واپس ہونا شروع ہوگئی ہے۔ اب ہم یہاں روسی فوج کے سربراہ جنرل
ریس کانفرنس کو دیا انٹرویو جو ۲۶ مئی ۱۹۸۸ء کے اخبارات میں شائع ہوا درج کرتے ہیں۔

"ماسکو: ۲۵ مئی ۱۹۸۸ء۔ روسی افواج کے سربراہ جنرل الیگزی یزیوف نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں یہ بات بتلائی کہ روسی افواج دسمبر ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں داخل ہوئی تھی اور جاریہ ماہ کی ۱۵ تاریخ سے ان کا انخلا شروع ہو گیا۔ جنرل یزیوف نے کہا کہ روسی افواج کے تیرہ ہزار تین سو دس (۱۳۳۱۰) فوجی ہلاک اور (۳۵) ہزار (۴۷۸) افراد زخمی ہو گئے جبکہ (۳۱۱) روسی فوج کے سپاہی لاپتہ ہیں۔"

دیکھ لیا دنیا نے کہ اللہ کے سپاہی آخر غالب اور ابلیس کی فوج باوجود قوی ہونے کے بے بس
ں۔ اللہ نے چاہا تو آخری فتح ان مجاہدین ہی کی ہوگی۔ علامہ اقبال اسی موقعہ کے لئے فرماتے ہیں۔

زندہ رکھتی ہے زمانہ کو حرارت تری — کوکب قسمت امکاں ہے خلافت تری
رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے — یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے
امتیں گلشن ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں — سینکڑوں بطن چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں
نخل اسلام نمونہ ہے برومندی کا — پھل ہے یہ سینکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا
کشتی حق کا زمانہ میں سہارا تو ہے — عصر نو رات ہے دھندلا سا ستارہ تو ہے
کیوں ہراساں ہے صہیل فرس اعدا سے — نور حق بجھ نہ سکے گا نفس اعدا سے
چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری — ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری
وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے — نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے
وقت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے
آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا — آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

آیا اسرائیل سے عرب ممالک مصروف جہاد ہیں ؟ یا مصروف مذاق ؟

اسی صدی کے اوائل کی بات ہے کہ مسئلہ خلافت مسلمانوں کے دلوں کو مضطرب کیا ہوا تھا اور ترکی مرد بیمار کہا جا رہا تھا علامہ اقبال نے بھی اس سلسلہ میں بانگِ درا میں "دریوزۂ خلافت" کے عنوان سے اشعار لکھے۔ خیر۔ لیکن آج دنیا کا بیحد نازک "مرد بیمار عرب" ہے۔

انگریزوں کی مکارانہ سیاست اور اسلام دشمنی نے اسرائیل کو یکجا کر کے عربوں کے سینوں میں ایک ناسور بنا کر بٹھا دیا اور اب جبکہ انگریز کمزور ہو گیا۔ امریکہ اسرائیل کا سرپرست بنا ہوا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ امریکہ کی قوت پر اسرائیل اور اسرائیل کی قوت پر امریکہ جی رہا ہے۔ آمدم بر سر مطلب کہ ۵ رجون ۱۹۶۷ء عرب اسرائیل کی جنگ کا آغاز اور ناقابلِ قیاس عربوں کی ذلت کے ساتھ جنگ کا خاتمہ ہوا کہ ، کے علاقے اسرائیل کے قبضہ میں چلے گئے۔ عرب لاچار و بے بس سا ہو گیا اور بیحد کمزور۔ نے امریکہ کی ٹکر کی خاطر عربوں کی بظاہر مدد بھی کافی کی اور ہتھیار دیئے لیکن لاحاصل ۱۹۶۷ء سے ابتک یہ اسرائیل نے عربوں کو ہوش اڑا دینے والے طمانچے رسید کئے۔ معمولی گوشمالیوں کا تو شمار ہی نہیں مسلمانوں بلکہ اول مسجد اقصیٰ فلسطین پر بھی اسرائیل قابض ہو چکا۔ گیارہ کروڑ سے زائد عرب بمقابل ۲۸ تا ۳۵ لاکھ یہودیوں کی تعداد ۔۔۔ مگر اسرائیل کے سامنے عاجز و بے بس۔ حق ہے ارشادِ باری کہ :

(۱) "اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔" (آلِ عمران : آیت ۱۶۵)

(۲) "اے ایمان والو ! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔" (سورہ محمدؐ : پارہ ۲۶)

(۳) "اگر تم حق سے منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ کھڑا کر دے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔" (سورہ محمدؐ : پارہ ۲۶ : آخری آیت)

(۴) "اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب اس کے علم میں ہے۔" (سورہ البقرہ : ۲۴۷)

مندرجہ بالا قرآن حکیم کی آیاتِ مبین کی راہ دکھانے والی روشنی حقیقت تک پہنچنے میں ذرا بھی دشواری باقی رہنے نہیں دیتی کہ جب تک عربوں نے دینِ خدا کو اپنی زندگی اور جینے کا سہارا بنا لیا۔ اللہ کے دین پر سختی سے کاربند رہے۔ دینِ الٰہی کی حفاظت کے لئے تن من دھن لگا دیا۔ اللہ اور اس کے رسول محمدؐ سے وفا کی دنیا کے دریافت شدہ تین برِاعظموں پر قابض رہے، باعزت رہے۔ باوقار رہے۔ اور جب دین کو چھوڑا دنیا اور دینار کو سب کچھ

لیا۔ بقول علامہ ع ۔ طعن اغیار سے رسوائی ہے ناداری ہے
ناداری سے مراد روحانی ناداری ہے ۔ ان حالات میں اللہ پاک نے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا
پر بیان کیا گیا کہ اگر تم حق سے منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ کھڑا کر دیگا ۔ پھر وہ تم جیسے
نگے ۔۔۔ اللہ پاک نے یہی کیا مسلمانوں اور عربوں کو راہ راست پر لانے باطل پرست امریکہ
سرائیل کو کھڑا کر دیا جو عربوں کی طرح بزدل عیش پرست خرافات میں اپنے مقصد کو گم
نے والے نہیں ہیں ۔ باطل پرست ہوتے ہوئے بھی میدان جنگ میں اپنے جوہر اور دماغ کی
یاں دکھا کر عربوں کو تو اس باختہ کرنے والے ہیں ۔ عرب اللہ پاک کے ان قرآنی ارشادات کو بھی
گئے ہیں کہ

(۱) " اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں اسطرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں " (سورہ " الصف " : ۴)

(۲) " جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے " (سورہ (العنکبوت : ۶۹)

(۳) " اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ میں نہ پڑو " (آل عمران : ۱۰۳)

(۴) " آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی " (سورہ " الانفال ع ۵)

ارشادات ہادی کامل صلعم ہیں : ۔

۱) " حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے جو قوم بھی ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہوئی ہے وہ صرف دین میں جھگڑنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی ہے " (امام احمد ترمذی ابن ماجہ)

۲) " جماعت (ایک ہی) سے وابستہ رہو ورنہ حشر وہی ہوگا جو ریوڑ سے الگ ہونے والی بھیڑ کا ہوتا ہے کہ بھیڑیا اسے ہڑپ کر جاتا ہے "

مندرجہ بالا ارشادات اللہ پاک اور رسول اللہ صلعم کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب اللہ
لئے نہیں اپنے نفس کے لئے لڑ رہے جو زمین اللہ کی زمین ہے اسکو اپنی زمین سمجھ کر واپس
لڑ رہے ہیں وہ اللہ کے نائب بن کر نہیں بلکہ مطلق العنان بادشاہ بن کر حکومت کرنا چاہتے ہیں اور
کے دستور سے غافل رہ کر جی رہے ہیں مستقل مزاجی کا فقدان ہے اللہ کی راہ میں اس طرح

ن نکال لیا کہ جب اللہ نے عربوں کو تیل کی دولت عطا فرمائی تو عربوں نے اللہ کا حق اس طرح ادا
یا کہ اس کے گھر کعبہ کو سونے کا دروازہ لگا دیا اور اس طرح اس کا حق ادا کرکے خود دولت
یں گم ہو گئے۔

پیسہ ہے خدا سب کا اب کون تجھے پوچھے؟ ٭ عربوں کی بن آئی ہے پٹرول بھی پانی ہے
کعبہ کو ترے اب تو سونے کا لگا در ہے ٭ اب کون سنے گا جو غربت کی کہانی ہے

(جمیلؔ)

علامہ اقبال بال جبرئیل میں "فرمان خدا" کے عنوان سے لکھتے ہیں یعنی اللہ پاک فرشتوں سے
طب ہو کر اس طرح فرمان صادر فرما رہے ہیں:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو ٭ کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو!
گرماؤ غلاموں کا لہو سوز یقیں سے ٭ کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے ٭ پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو!
حق را بسجودے صنماں را بطوافے ٭ بہتر ہے چراغ حرم و دیر بجھا دو!
میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے ٭ میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو!

اس وقت ہمارے سامنے اخبارات کی کٹنگ (تراشے) ہیں ان میں سے زیادہ نہیں صرف
یار ہم درج کرتے ہیں کہ لذت جہاد سے محروم عربوں کے دولت ترجیح کرنے اور عیش و عشرت
ے بہرہ ور ہونے اور نفس امارہ کے ہاتھوں خود کو فروخت کر دینے کا کیا انداز ہے ادھر اسرائیل خوفناک
ی کی طرح منہ کھولے نگل جانے تیار ہے اور اُدھر عربوں کا یہ حال ہے کہ:

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں ٭ امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں ٭ تھا ابراہیم پدر اور پسر آذر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے ٭ حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو ٭ نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو ٭ بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو
کون ہے تارک آئین رسول مختار؟ ٭ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار ٭ ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار

صف بستہ ہو کر جنگ کریں کہ اللہ پاک کے ارشاد کے مطابق معلوم ہو کہ وہ ایک سیسہ پلائی دیوار ہیں" سے بالکل نابلد اور نا آشنا ہو چکے ہیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کے بجائے ان کی نگاہیں روس پر جاتی ہیں اور روس کی رسی کو پکڑ کر جیتنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کا حکم کہ تفرقہ میں نہ پڑو کے بخلاف یہ تفرقہ میں پڑے ہوئے ہیں آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی کے اس فرمانِ باری اور فرامین رسول خدا صلعم جیسا کہ اوپر بیان کئے گئے کو بھول کر آپس ہی میں نفاق اور عدم اتفاق کے شکار ہیں۔ ہادی کامل صلعم کے حسب ذیل ارشادات کو بھول کر عیش و عشرت کی طرف مائل ہیں کہ :

(۱) "اے معاذ رضؓ ! عیش پسندانہ زندگی سے بچنا اس لئے کہ نیک بندے عیش پسندانہ زندگی نہیں گزارتے"۔

(۲) "دنیا مومن کے لئے جیل خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے"۔

(۳) عاجز وہ ہے جس نے نفس کی پیروی کی اور اللہ سے تمنائیں ہی کرتا رہا"۔

مندرجہ بالا فرامین رسول صلعم کے خلاف عرب عیش پسندانہ زندگی جس انداز سے بسر کر رہے ہیں وہ آگے بیان کیا جائیگا، اور دنیا کو اپنے لئے جنت بنا رکھا ہے اور نفس کی پیروی ان کا مقصدِ حیات ہے۔ ان حالات میں عمل اور فلسفہ جہاد کو سمجھنے سے وہ کوسوں دور ہو چکے ہیں غفلت اور مستی کے عالم میں تباہی کے راستے پر گامزن ہیں۔ تو اللہ نے اپنی زمین جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا "اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دیں" اسرائیل کو دے دی کہ عربوں کو عقل آئے علامہ اقبال عربوں کی ذلت دیکھکر آہ سرد بھر کر اس طرح آنسو بہلاتے ہیں۔

اے بادِ صبا ! کملی والے سے جاکر کہو پیام میرا
قبضے سے امتِ بیچاری کے دین بھی گیا دنیا بھی گئی

وہ لذت آشوب نہیں بحرِ عرب میں	پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
وادی نجد میں وہ شورِ سلاسل نہ رہا	قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا
شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر	اب تو ہی بتا ! ترا مسلمان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کرے روح محمدؐ	آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

کعبۃ اللہ کو سونے کا دروازہ

عربوں نے اللہ پاک تک پہنچنے اور اسکو خوش کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کا راستہ بہت ہی

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں ؛ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے ؛ تم مسلمان ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں ؛ کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

عرب اور اخبارات کے تراشے (۱)

واشنگٹن : ۱۹ر جولائی ۱۹۸۱ء (اے ایف پی) سعودی شاہی خاندان سے مبینہ طور پر وابستہ ایک شخصیت شیخ محمد فاسی نے شاہ خرچی کا ایک انوکھا ریکارڈ قائم کیا ہے (۲۷) سالہ شیخ محمد فاسی گذشتہ دو ماہ سے ہالی ووڈ کی ہوٹل ڈپلومیٹ میں کوئی (۷۵) افراد کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ ان سب کے قیام و طعام کا بل پندرہ ۱۵ لاکھ ڈالر ہو چکا ہے جو ادا شدنی ہے ہوٹل انتظامیہ نے اس خطیر بقائے کی وصولی کے سلسلے میں بہت صبر کا مظاہرہ کرنے کے بعد عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا.... بتایا جاتا ہے کہ شیخ محمد فاسی سعودی عربیہ کے سابق حکمران شاہ خالد مرحوم کے برادر نسبتی ہیں۔ انہیں ملنے والے ورثے کی رقم تقریباً چھ ارب ڈالر ہے۔ شیخ محمد فاسی کھلے ہاتھوں دولت لٹانے کے لئے مشہور ہیں۔ ان کے ساتھ مقیم ایک فرد نے بتایا کہ ہم لوگ تو پانی کا ایک گلاس پلانے والے کو ہزار ڈالر ٹپ دیتے ہیں۔ ہوٹل کی بڑھی چڑھی بقایا رقم کے بارے میں پوچھے جانے پر اس شخص نے بتایا کہ ماہ رمضان کی بنا پر یہ بل بہت کم ہوا ہے ورنہ اس سے کہیں زیادہ ہوتا۔ شیخ محمد فاسی ٹیکسی موٹروں کی ایک کمپنی کو بھی ایک لاکھ ۵۶ ہزار ۴۲۴ ڈالر ادا کرنا باقی ہے جب اس کمپنی کے مالک نے اس بل کی ادائیگی پر اصرار کیا تو شیخ محمد فاسی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ اتنی چھوٹی رقم کے لئے بھی مطالبہ کرتا ہے۔ انتظار نہیں کر سکتا۔ اسی ٹیکسی کمپنی کے مالک نے بتایا کہ وہ نہیں سمجھتا کہ شیخ محمد فاسی اور ان کے ساتھی ماہ رمضان کی پابندی کر رہے ہیں کیونکہ وہ تو سوئزرلینڈ کے بنکوں کے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں"۔

مقام غور ہے کہ آیا ایسی قوم جہاد کی اہل ہو سکتی ہے۔ اور یہ حالت اس وقت ہے جبکہ اسرائیل سر پہ سوار ہے۔

تراشہ نمبر (۲) وادی نیل میں سعودی عرب کے شیخ کی شاہانہ شادی

"قاہرہ : ۱۲ر اگست ۱۹۸۱ء : ایک سعودی شیخ کی شادی جو دریائے نیل کے کنارے گذشتہ ہفتہ انجام پائی اپنی نوعیت کی شاندار ترین شادی تھی۔ جس میں مصر کی تاریخ میں بنایا جانے والا

ب سے بڑا کیک تیار کیا گیا جس کے لئے (۶۰) ساٹھ بیکرس نے پانچ ہزار انڈے (۱۵۰) کیلو میدہ
مقدار کا مکھن (۱۳۰) کیلو شکر اور (۴۰) کیلو کوکو استعمال کیا۔ کیک تیار کرنے والے فرانسیسی ماہر
س کیک کی تیاری کے دوران اس وقت حادثہ پیش آیا جب وہ ۴ میٹر اونچے کیک کے اوپر سطح کی
ی کی تکمیل کے مراحل میں مشغول تھا اس دوران وہ سیڑھی سے گر پڑا اور اس وقت ہسپتال میں زیر علاج
۔ شیخ نے (۳۰۰) تین سو مہمانوں کو بذریعہ طیارہ نیل کے ڈہن میں پہنچایا جہاں انہیں نہایت دلفریب
رام دہ ہوٹلوں کے آراستہ و پیراستہ کمروں میں ٹھہرایا گیا اس کے علاوہ اس ہوٹل کے سولہ سوئٹس
اس مہمانوں کے لئے حاصل کئے گئے جن کی ضروریات کی تکمیل کے لئے پندرہ لیموزن گاڑیاں بروقت
رہتی تھی۔ جنہیں چلانے کے لئے ماہر شوفروں کی ہمہ وقتی خدمات حاصل کی گئیں تھیں"۔ بقول علامہ:

شوق پرواز میں مہجور نشیمن بھی ہوئے ؎ بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے
ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا ؎ لا کے کعبہ سے صنم خانے میں آباد کیا

تراشہ نمبر (۳) **سعودی عرب کے شہزادوں کی بازوں میں دلچسپی**

پشاور: ۱۷ نومبر: سعودی عرب کے مرحوم شاہ فیصل کے دو بیٹے شہزادہ عبداللہ بن فیصل
لفیصل بن فیصل اور ان کے دوست رالبستاں ہادی جو ان دنوں سرحد کے نجی دورے پر ہیں
ے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ نسل کے بازوں کی خریداری کے لئے آئے ہوئے ہیں۔
ل اس پارٹی نے لاکھوں روپے کے عوض دو باز خریدے ہیں جب کہ اسے مزید بازوں کی خریداری
ئے شاہی خاندان کے افراد ایبٹ آباد پہنچ گئے ہیں بتایا گیا ہے کہ خیرا یجنسی کا ایک قبائلی انہیں
لھانے کے لئے ایبٹ آباد لے گیا جبکہ شاہی خاندان کے اس گروپ نے ایک باز اس قبائلی سے
ا ہے۔ اگرچہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ خریدے جانے والے دونوں بازوں کی کیا قیمت ہے۔ تاہم
گیا ہے کہ ان میں ایک باز کی قیمت سات (۷) لاکھ روپے ہے"۔

ر اقبال یہی عربوں کی تباہی کا منظر دیکھ کر یوں آنسو بہاتے ہیں۔:-

عہد نو برق ہے آتش زن ہر خرمن ہے ؎ ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اقوام کہن ایندھن ہے ؎ ملت ختم رسل شعلہ بہ پیراہن ہے

تیل کی دولت کا یہ غلط استعمال ——————
کیا یہ عرب اب جہاد کے اہل ہو سکتے ہیں۔!!

تراشہ نمبر (۴)

عربوں سے عملی امداد کی توقع بنجر زمین میں بیج بونے کے مترادف

امریکہ آستین میں چھپا ہوا زہریلا سانپ۔ جناب یاسر عرفات کا بیان

راولپنڈی: ۱۶ر نومبر؛ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات نے عربوں کے بزدلانہ کردار پر پھبتی کستے ہوئے کہا کہ وہ طائران بے بال و پر ہیں جو امریکہ جیسے دوغلے اور دشمن صفت دوست کی منافقت کے زنداں میں اسیر ہیں جو پھڑ پھڑا سکتے ہیں۔ پنجروں سے باہر آنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ بات بغداد سے فلسطین ریڈیو نے پی ایل او کے اعلیٰ افسروں کے حوالے سے بتائی ہے۔ یاسر عرفات نے تنظیم کے اعلیٰ افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عربوں سے جنگ کی صورت میں کسی عملی امداد کی توقع کرنا بنجر اور بانجھ زمین میں بیج بونے کے مترادف ہے انہوں نے کہا کہ عرب جب شتربان تھے اور اونٹوں پر بیٹھ کر صحراؤں میں پھرا کرتے تھے اس وقت یہ بہادر شجاع اور غیور تھے مگر اب ان کے یہ اوصاف دم توڑ چکے اور آباؤ اسلاف کی تابندہ روایات مرچکی ہیں انہوں نے خبردار کیا کہ امریکہ آستین میں چھپا ہوا ایک سانپ ہے۔ جو اندر ہی اندر مسلمانوں کو ڈس رہا ہے یاسر عرفات نے کہا کہ سانحہ بیروت سے بڑھ کر مشکل اور آزمائش کا وقت کیا ہو سکتا ہے جس میں اسرائیل کے وحشی درندوں نے ہزاروں فلسطینیوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا مگر کسی طرف سے بھی بات بیانات بازی اور زبانی جمع خرچ سے آگے نہیں بڑھی۔"

ہم نے خود ایک عرب سربراہ عرب لیڈر کے الفاظ پیش کر دئے ہیں ان کے بیان کو بار بار پڑھئے اور علامہ اقبال کا سلام یاسر عرفات کی زبان سے پوچھ رہا ہے اور خود یاسر عرفات عربوں کے آبا اور موجودہ عربوں کے بارے میں کیا یہ نہیں پوچھ رہے ہیں:-

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے	نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے
تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو	ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
سبق تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی	کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا
تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری	وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارہ

تم ہو گفتار سراپا وہ سراپا کردار — تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستان بکنار
خودکشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خوددار — تم اخوت سے گریزاں وہ اخوت پہ نثار
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم — تم خطاکار و خطابیں وہ خطاپوش و کریم
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی — ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

یا سر عرفات کا بیان پڑھئے پھر مندرجہ بالا اشعار حضرت اقبال کے پڑھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
رفات ہی کے زبان سے مندرجہ بالا اشعار نکل رہے ہیں۔ اب ہم آخری ایک تراشہ ۲۴ مئی ۸۸ء
س کرتے ہیں عربوں پر آنسو بہانے کے لئے :

۸۶ سالہ شخص کی ۲۲ شادیاں

جدہ ۔ ۲۲ مئی ۱۹۸۸ء (یف او ایس) : مراقش کے ایک (۸۶) سالہ شخص جس نے
شادیاں کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے ۔ اس نے کہا کہ وہ ایسی لڑکی سے کبھی شادی نہیں کرتا جس کی عمر ۱۴
سے ایک دن بھی زائد ہو جائے (۸۶) سالہ محمد بن یعقوب العیدروس نے آج کل کے مردوں پر
ت آمیز طنز کرتے ہوئے کہا کہ آج کل کے لوگ ایک بیوی پر ہی قناعت کر لیتے ہیں مسٹر العیدروس
کہ کم عمر بیوی جوانی کو واپس لاتی ہے۔ انہوں نے گذشتہ سال ہی ایک (۱۵) سالہ حسینہ سے
ی کی جبکہ وہ شادی کی قانونی عمر کو پہونچی تھی ۔ مسٹر العیدروس جو ایک ٹرک چلانے والی کمپنی کے مالک
سعودی رسالہ المجلہ کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ کم عمر دوشیزائیں ہی اسکی ۸۶ سالہ جوانی کا راز
۔ میں ایک ۳۰ سالہ عورت سے شادی کرنے کے بجائے جیل جانا پسند کروں گا۔ مسٹر العیدروس
ہا کہ ۲۰ سالہ لڑکی میرے لئے ایک فرسودہ چیز ہے۔ میرے لئے ڈانامن تو بس کم عمر لڑکیاں ہیں ...
ں اپنی بیویوں سے (۴۴) اولادیں ہوئی ہیں جن میں سے صرف (۲۹) بقید حیات ہیں۔ ان کی سابق
ں میں ایک فرانس کی لڑکی بھی تھی ... ان کی ۱۴ لڑکیوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا کہ
آپ کی عمر اپنی پوتیوں سے بھی کم عمر لڑکیوں سے شادی کرنے کے لئے موزوں نہیں ہے تو مسٹر العیدروس
اپنی لڑکی کو جواب دیا یہ بات تم اپنی ماں سے پوچھ لو"

ایک اخباری واقعہ درج کیا گیا ورنہ عربوں کی شہوت پرستی پر کتاب لکھی جا سکتی ہے یہ
ے پندرہ سالہ لڑکیوں پر اپنی جوانمردی کا سکہ جمانے کے دعوے کرتے ہیں اور بیٹی سے فخریہ کہتے

ہیں " میری جوانمردی کا حال اپنی ماں سے پوچھ لو"۔ یہ در اصل اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں "اپنی جوانمردی کے تعلق سے اسرائیل اور امریکہ جیسے دشمنوں سے پوچھ لو" نہیں کہتے ہیں ہماری جوانمردی کا حال یہ چودہ ۱۴ سالہ لڑکی جو تمہاری ماں بنی ہے اس سے پوچھ لو۔ ایسی قوم کیا جہاد کے بارے میں سوچ بھی سکتی ہے ؟

واقعی وہ تھے جوانمرد کہلانے کے قابل

تاریخ کے وہ اوراق اب تک چمک رہے ہیں — وہ بھی ایک دور تھا کہ حق پرست عربوں کی شمشیر جوہردار باطل پرست عیسائیوں کی انانیت کا سر اڑاتی ان کے وسیع سلطنت پر اسلام کے پرچم و جھنڈے نصب کرتی دشمنان خدا سے اپنے بہادری اور جوانمردی کی داد لے رہی ہے ایک وقت آتا ہے فلسطین کی فتح کا اور عرب مجاہدین کی جوانمردی کا زبردست امتحان باطل پرستوں نے لینے کا فیصلہ کر لیا ہے جو ان کی تلوار سے گھبرا اٹھے ہیں ۔ غلامانِ محمدؐ کو موم سمجھ کے پگھلا دینے نفس امارہ کے پہاڑوں پر چڑھا کر گرا دینے شہوات جنسی کے سمندروں میں غرقاب کر دینے کے مکمل عملی انتظامات کر لئے ہیں ۔ اسلامی لشکر یعنی عرب مجاہدین کے گزرنے کے راستہ میں دونوں جانب حُسن کا بازار سجا دیا گیا ہے ۔ حسین سے حسین دلرباؤں و نوخیز دوشیزاؤں کو دلفریب نیم برہنہ لباس کے ساتھ جوبن کے انداز دکھانے اور اپنے بلوری جسم اور مرمریں بدن کے اتار و چڑھاؤ کی نیم برہنہ نمائش کے ذریعہ مجاہدین کے ہوش و حواس پر قبضہ کر لیتے اور انہیں حسینوں کے آغوش میں گرا دینے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے ان حسینوں کو شراب بپیالہ مینا و ساغر دے کر ساقی کا حسین دلفریب روپ دے دیا گیا ہے دولت کے ڈھیر علحدہ اسکے علاوہ ہیں قیمتی ملبوسات اور سونے چاندی جواہرات کی چمک آنکھوں کو چکا چوند کرنے لگی ہے زرین ملبوسات کو سجا کر مائل کرنے کا انداز اس طرح اختیار کیا گیا کہ زاہدِ خشک ہو کہ ملائک قدم ڈگمگا جائیں ۔ دیکھ کر منہ سے رال ٹپک پڑے ـــــ یہ سب کچھ ہوا مگر ان غلامانِ محمدؐ یعنی عرب مجاہدین نے جو حاملِ قرآن تھے اللہ پاک کے ارشاد کی گونج ان کے کانوں میں آنے لگی کہ :

> (" اے پیغمبرؐ !) مسلمان مردوں کو حکم دیجئے اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ چیز ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ کو خبر ہے کہ ان کے کاموں کی ۔ (سورہ "النور" سورت ۲۴ : پارہ ۱۸)

حُسن متاثر کن اور دولت و شراب کی نمائش کی لمبی قطاروں سے عرب مجاہدین نگاہیں

تھے گزر گئے اور اپنے حامل قرآن ہونے کا ثبوت دیا۔ باطل پرست اب تک عربوں کی تلوار سے
تھے لیکن اس زاہدانہ انداز و شان بے نیازی، فقر کے اس مقام اعلیٰ اور تقویٰ کی اس بلندی
کر لرزہ بہ اندام ہوگئے اور اپنا سر ان کی بزرگی اور بڑائی کے آگے نہ صرف نہیں بلکہ بخوشی اعتقاداً
کے ان کے دامنِ عافیت میں آگئے۔ اس قدر روشن تاریخی واقعات کے بعد دشمنانِ خدا
کہنا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ایک بکواس کے سواء اور کیا رہ جاتا ہے ؟ ۔

قیصر روم شام (فلسطین) بھی ہاتھ سے نکل جانے کے بعد انطاکیہ حسرت و یاس لئے
مگر ساتھ ہی ساتھ دل میں عربوں کی عظمت کا سکہ بھی جمائے۔ ایک رومی قیدی مسلمانوں کی
سے کسی طرح بھاگ نکلا اور قیصر روم تک انطاکیہ پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ قیصر روم نے
س سے کہا " تو نے مسلمانوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے مجھ سے ان کے حالات بیان کر۔
ں کرنے لگا :

"اے شہنشاہ ! وہ لوگ دن کو شہسوار ہیں رات کو عابد شب زندہ ہیں ۔ عبادت الٰہی اور
سجدوں میں منہمک ۔ اپنے مفتوحین کا مال تک قیمت ادا کئے بغیر اپنے استعمال میں نہیں
لاتے جس ملک میں ان کے قدم پڑتے ہیں امن و سلامتی کی برکات ان کے ساتھ آتی ہیں
لیکن یہ عرب قوم وہ قوم ہے جو ان کا مقابلہ کرے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب
تک کہ مقابلہ کرنے والا ہتھیار نہ ڈال دے ۔"

آج کا عرب

حنیف صدیقی

آج کا عرب قوت بازو سے محروم اور دنیا کی زبانی تائید کا حامل ہے ۔ یاسر عرفات کبھی اندرا گاندھی کو بہن کہہ کر ہندوستان کی زبانی تائید حاصل کرنے چلے آتے ہیں تو مسز اندرا گاندھی کے بعد
تا ندھی کو بھائی بنا کر زبانی تائید کے حصول کے لئے چلے آرہے ہیں۔ کتنا دلچسپ رشتہ ہے کہ
کا بیٹا بھائی ـــــ آتے ہی بھائی کے سینے سے چمٹ جاتے ہیں انہیں اللہ پاک کی نہیں مشرکین
بد چاہیئے اس نوبت پر علامہ اقبال نے فرمایا ۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی ؛ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اے مرد خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل ؛ جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

سمجھنے کا مقام ہے فلسطین ہو کہ عربوں کا کوئی علاقہ اسرائیل نے بھی خون بہا کر قوت سے
کیا ہے ۔ اب عربوں کی باری ہے کہ کردار اور بہادری کے جوہر دکھائیں آفاق کی دولت

سے بہرہ ور ہوں آپس کا نفاق چھوڑیں۔ عیش و عشرت و عیاشی سے منہ موڑیں اور اللہ کے احکام کے تحت جہاد کریں اور بعد فتح اللہ کے دستور کا نفاذ اس ملک پر کرنے کا عہد کریں اور اپنے پر اور اپنے موجودہ ملک پر بھی، تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے قوت بازو پر جیا ہے نہ کسی بھی کی قوت زبانی پر نہ کسی بھائی کی زبانی تائید پر ـــــ اگر مسلمان اپنا گیا ہوا علاقہ و ملک خون بہا کر اللہ کی مدد سے نہ لیں اور بطور بھیک اگر مل بھی جائے تو ایسے حاصل کرنے پر تُف ہے لعنت ہے۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں :۔

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے	؛	تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا	؛	خلافت کی کرنے لگا تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے	؛	مسلماں کو ہے ننگ وہ بادشاہی

نادانی باعث طعن اغیار و رسوائی

جب کسی قوم کو زوال آتا ہے تو وہ فکر صحیح سے محروم ہو جاتی ہے جب قوت بازو ختم ہو جاتی ہے تو صرف قوتِ زبان پر زندہ رہنا چاہتی اور عورتوں اور نامردوں کی طرح تقاریر کرتیں اور پکار پکار کر کہتی ہیں ہم ہرگز برداشت نہیں کرینگے مگر برابر برداشت کرتی جاتی ہے مسلمانانِ ہند نے فلسطینیوں کو مدد دینے کا انوکھا طریقہ نکالا ہے کہ جلسے منعقد کئے جائیں اور عربوں کی تائید زبانی کی جائے اور اسرائیل کو زبان سے بُرا کہا جائے۔ اور جلسہ میں اہلِ ہند کو مہمان خصوصی یا صدارت کا عہدہ دے کر بلوایا جائے اور ان سے بھی زبانی تائید حاصل کی جائے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۸۸ء کو اسی طرح کا ایک جلسہ فلسطینیوں کی تائید میں نیا پل شاہین فنکشن پیلس (سابقہ اسٹیٹ ٹاکیز) میں منعقد کیا گیا۔ کارگذار صدر تعمیر ملت کی صدارت اور شری جی نارائن راؤ اسپیکر اسمبلی آندھرا پردیش بہ حیثیت مہمان خصوصی ـــــ شری نارائن راؤ نے اپنی تقریر میں بڑے حسنِ انداز سے تمام مسلمانوں اور عربوں کو طمانچے رسید کئے فرمایا کہ "جب تک عرب اور مسلمان مذہب کے پابند تھے دنیا پر چھا گئے تھے جب دین کو چھوڑ کر جب دینار کے پیچھے پڑ گئے اور آپس کا اتفاق چھوڑ دیا نفاق کی جھگڑوں میں گرفتار ہوئے انتشار کی حالت میں آ گئے اسرائیل کے مقابل آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ ہیں ہی کتنے ؟ اسرائیل کو جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ عربوں میں اتفاق ہو گیا ہے وہ خود عربوں کے علاقے واپس دے دیگا ہم کو آپ کو ان کی تائید کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ مذہب کی پابندی اور اتفاق شرط ہے۔" ـــــ ہم جو وہاں موجود تھے ہماری گردنیں شرم سے جھک گئیں۔

...پذیر قوم کا اندازِ فکر ہی ایسا بدل جاتا ہے کہ وہ اپنے منہ پر دوسروں کے ہاتھوں سے طمانچے کھانے
...سامان مہیا کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہاں کے جلسے اور تقاریر اسرائیل کو فلسطین سے بھگا دیں گے
...لئے ایسی غلامانہ ذہنیت کے تعلق سے علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور ؎ محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات
آزاد کی دولت دلِ روشن نفسِ گرم ؎ محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نمناک

...غلامانہ ذہن کے ساتھ کیا کوئی قوم چاہے وہ عرب ہوں یا کوئی اور کیا جہاد کر سکتے ہیں۔ ؟

ہندوستانی مسلمان اور جہاد

پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ مسلم دنیا میں صداقت کی حفاظت کے لئے عالم وجود میں آیا ہے جیسا
...حضرت اقبال نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے :

حق نے عالم اس صداقت کیلئے پیدا کیا ؎ اور مجھے اسکی حفاظت کے لئے پیدا کیا

...یعنی جہاں برائی نظر آئے مسلمان اسکو مٹانے اور جو خلاف احکامِ الٰہی یا خلاف دستورِ الٰہی راستہ
...یار کرے اسکو دستورِ الٰہی کا پابند بنانا مسلمان کے ذمہ ہے اس کے لئے وہ جہاد کے جو طریقے بیان کئے
...ہیں ان سب سے کام لیتا ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہاد بالسیف آخری نوعیت کا جہاد
اور باوجود مراتب اعلیٰ کا حامل ہونے کے جہاد اصغر ہے۔ جہاد اکبر نفس کے ساتھ جہاد کرنا اور نفس
...ناجائز خلافِ احکام الٰہی خواہشات کو قتل کر کے نفس کو مسلمان بنانا ہے کہ جب تلوار اٹھانی پڑے تو وہ جنگ
...نوعیت اختیار نہ کرے بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کی تعریف ہی میں رہے اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ
...جہاد تمام نفس کے تحت لڑی جانے والی جنگوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اب ہم مندرجہ بالا نقاط
...روشنی میں مسلمانانِ ہند کا جائزہ لیتے ہیں تو معاملہ ہی کچھ برعکس ہے۔ حضرت اقبال کی زبان میں
...ی مسلمان کا مقام و حال یہاں تک ناقابلِ بیان و قیاس افسوسناک حد تک گر گیا ہے کہ :

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن ؎ انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گداگر!
پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت ؎ کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر!
آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے ؎ مسکین و لکم ماندہ دریں کشمکش اندر

بقول حضرت اقبال جہاں تک ہندوستانی مسلمان کا بحیثیت مذہب تعلق ہے ایسی بے لگام
...دی کا شکار ہے کہ جو اسکے خیال میں آجائے وہی بس مذہب ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کو ٹوکنے

کی جرأت کر سکے کس قدر صحیح نقشہ کھینچا ہے۔

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے ؛ حریتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس ؛ چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد !

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر ؛ چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد!

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا ؛ اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد !

جہاں تک ہندی مسلمان جسمیں پاکستان بھی شامل ہے کی معاشرت اور تمدن کا تعلق ہے علامہ نے نقشہ یوں کھینچا ہے کہ :

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ؛ یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے ؛ تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو ؛ تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

پھر سونے پہ سہاگہ کہ آپس کی رقابت و نفاق ـــ وہ بھی دو نوعیت کا انداز لیا ہوا۔

(۱) شخصی بغض حسد ایک دوسرے کے عیوب نکالنے کے جذباتِ سفلی جو اپنے اسلاف کے طرزِ عمل کے بالکل مخالف ہیں۔

(۲) فرقہ واری بغض اور دشمنیاں اور تمام توانائیاں اور صلاحیتیں اسی فرقہ واری کشمکش کی نذر اور ضائع ـ صحابہ اکرام کے عمل کو بھول کر ـ علامہ متاثر ہو کر فرماتے ہیں :ـــ

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں ؛ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

خودکشی شیوہ تمہارا، وہ غیور و خوددار ؛ تم اخوت سے گریزاں وہ اخوت پہ نثار

فیل بازی مرغ بازی بٹیر بازی بلبل بازی اور اب علماء بازی میں مصروف قوم کیا جہاد کرے گی؟

مغل بادشاہوں کو ہاتھیوں کو لڑانے اور اونچے مقام پر بیٹھ کر ہاتھیوں کی لڑائی دیکھنے میں بڑا مزہ آتا تھا - پھر رفتہ رفتہ نوابوں کا مشغلہ مرغ بازی بٹیر بازی اور بلبل بازی ہو گیا۔ پھر ہر کس و ناکس بے فکرے کا مشغلہ شرط باندھ کر مرغ لڑانا بٹیر لڑانا اور بلبلیں لڑانا ہوتا گیا اور آج کا عجیب اور و لفریب مشغلہ علماء بازی یعنی علماء کو لڑانا ہے ایک مکتب خیال یا ایک فرقہ کے عالم ہفتہ

ایک دن مقرر کر کے درس قرآن دے رہے ہیں تو فوری ان کی ٹکر کو دوسری مسجد میں وہی دن اور وقت
...ر کر کے فوری اس عالم صاحب کی ٹکر میں دوسرے مکتب خیال یا فرقہ کے عالم صاحب درس قرآن
شروع کر دیتے ہیں گویا مسلمانوں کا بٹوارہ ہوگیا اسی بٹوارہ کی نظریت ہی نے تو ہندوستان اور پاکستان کے
...ہر بٹوارہ جنم دیا۔ اور آئے دن پاکستان (کراچی) میں ہندوستان سے گئے مہاجروں کا وہاں کے
...ں کے ہاتھوں قتل عام کرنا اور مکانات کو جلا کر آگ میں مسلمان مہاجرین حتیٰ کہ انکی عورتوں اور بچوں
پھینک دینے کی اطلاعات اخبارات میں پڑھکر کیا کوئی سوچ بھی سکتا ہے کہ مسلمان ظلم کو مٹانے
لئے جہاد کرنے کا منصب جلیلہ لیکر پیدا ہوا ہے جبکہ حیوانیت برہنہ ہوکر پاکستانی مسلمان نما پٹھان
روپ میں ناچ رہی ہے ـــ خیر ـــ اب حیدرآباد کا یہ حال ہے کہ کسی فرقہ یا مکتب خیال کے عالم صاحب
...ں مقام سے آکر اپنی تقریر وعظ یا اپنے خیالات کا اظہار فرما کر چلے جائیں تو مخالف فرقہ یا مکتب خیال کے
...ں کو پہلے عالم پر زبان کے تیر خنجر و تلوار کے وار چلانے بلوایا جاتا ہے گویا اب اس "علماء بازی" میں
...کا مسلمان مصروف ہے۔ عوام بیچارے سر ہلا ہلا کر دونوں کی سنتے ہیں کثر تو کٹر ہیں درمیانی راہ رکھنے
بیچارے مسلمان پریشان ہیں کہ اس علماء بازی میں وہ کس کو غالب اور کس کو مغلوب سمجھیں کس کو صحیح
...ں کو غلط تصور کریں کس کی پیروی و تقلید کریں۔ کس کے عقائد کو اپنائیں، جب تک علماء اپنے نفس
...ہاد نہ کریں اور اللہ کے واسطے ایک جگہ بیٹھ کر اختلافات کی یکسوئی پر مائل نہ ہوں تو اسلام کا کیا وقار
...رہ سکتا ہے۔ اور کس طرح وہ جہاد کے لئے متحد ہو کر نکل سکتے ہیں اور وہ کس جھنڈے کے نیچے۔ جمع
...ہیں گے کیا دشمنان اسلام کے لئے مسلمانوں کو زیر کرنے کے یہ زرین مواقع خود مسلمان انہیں فراہم نہیں
...ہے ہیں۔ ؟

مسلمان قوم کو مسجدوں کے جھگڑے، اوقاف کے نزاعات شریعت محمدی صلعم میں اختلافات کیا جہاد کے لائق رکھتے ہیں؟

شیعہ فرقہ نے حیدرآباد ہائیکورٹ میں رٹ داخل کی کہ شیعہ اوقاف کو سنی اوقاف سے علحدہ کر کے
...ہر فرقہ کے حوالے کیا جائے۔ درخواست منظور ہوئی اب سنی فرقہ نے سپریم کورٹ کا دروازہ
...کھٹکھٹایا ہے۔

مسجد بابری جس پر صدیوں سے سنت الجماعت کا قبضہ تھا بت بٹھا دیئے گئے اور سنت الجماعت

کے ہاتھ سے جانے پر سنی فرقہ مصروف احتجاج ہے۔ ۱۲ر جون ۱۹۸۸ء کے اخبار میں آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس کے سکریٹری جنرل سید اصغر عباس رضوی نے بابری مسجد اور رام جنم بھومی کے تنازعہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی کو فوری مداخلت کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد بابری شیعہ فرقہ کی ہے لہذا صرف شیعہ قائدین کو ہندو تنظیموں کے قائدین سے بات چیت کرنے کا حق ہے چونکہ مسجد بابری جو بابر کے گورنر محمد باقی صفہانی کی تیار کردہ ہے سنت الجماعت کو صرف نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی گورنر باقی کی اولاد سے مسٹر جواد حسین نوے ۹۰ سالہ موجود ہیں ان سے گفتگو کی جانی چاہئیے اور شیعہ فرقے کے مذہبی قوانین کے مطابق مسجد کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس مسجد کو موضع شہنواجہاں بانی مسجد کی قبر سے منتقل کیا جائے۔

کس قدر افسوسناک امر ہے کہ مسلمان قوم میں سنی شیعہ اس انداز کے جھگڑے۔ شیعہ فرقہ میں گروہ بندیاں سنت الجماعت فرقہ میں مزید فرقہ جات اور اختلافات ۔ پھر اسلام نام کس فرقہ کا رہ جاتا ہے۔ اور کس طرح مسلمان قوم دیگر اقوام پر غالب آسکتی ہے اور صداقت کی حفاظت جو اس کا فرض عین ہے انجام دے سکتی ہے علامہ اقبال بڑے دکھ کے ساتھ مسلمانوں کو سمجھاتے اور اس طرح آنسو بہاتے ہیں کہ:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ؎ ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک ؎ کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں ؎ کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

جب مسلمان کہلانے والوں کا نفع نقصان ایک ہوتا ہے جب سب کا نبی مکرم ایک، اللہ پاک ایک، حرم پاک ایک، قرآن پاک ایک، دین وایمان ایک تو پھر مختلف شریعتیں مختلف فرقہ جات کیا معنی ؟ اگر ہر فرقہ وذات کے علماء اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے ایک جا بیٹھکر ایک شریعت بناکر ایک نہ ہو جائیں تو بروز قیامت سب علماء کو بحیثیت مجرم بغرض جواب دہی سر جھکائے اللہ پاک کے دربار میں کھڑے ہونا پڑے گا۔ مقام غور ہے شریعت میں اختلاف ہو ہی کیسے سکتا ہے حضرت اقبال رموز بیخودی میں کہ " ملت کی سیرت یعنی کیریکٹر کی پختگی اتباع شریعت پر موقوف ہے" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں :-

در شریعت معنیٔ دیگر مجو ؎ غیر ضو در باطن گوہر مجو
این گہر را خود خدا گوہر است ؎ ظاہرش گوہر بطونش گوہر است
علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست ؎ اصل سنت جز محبت ہیچ نیست

فرد را شرع است مرقات یقیں ؛ پختہ تر از وے مقامات یقیں
ملت از آئینِ حق گیرد نظام ؛ از نظام محکمے خیزد دوام

ترجمہ و مطلب : علامہ باخبر کر رہے ہیں ان لوگوں کو جو شریعت محمدیؐ احکام الٰہی کے معنی دیگر تلاش کرتے ہیں۔ اس معنی دیگر کی تلاش نے مسلمان قوم کو کہیں کا نہ رکھا۔ علامہ شریعت محمدیؐ کو ایک گوہر یعنی موتی مروارید الماس سے تعبیر کرتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ کون کہہ سکتا ہے کہ گوہر کے ظاہر اور باطل میں فرق ہوتا ہے جب گوہر کے ظاہر اور باطنی پہلو کو ایک مان لیا جائے تو شریعت محمدیؐ سا گوہر جسکو خود اللہ پاک نے بنایا ہے کس طرح اس کے ظاہر اور باطل دو سکتے ہیں اور معنی دیگر تلاش کر کے کس طرح دو یا کئی شریعتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ علم حق علمِ حقیقت تو شریعت کے سوا دوسری چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ اصل شریعت کی بنیاد تو علامہ اتباع سنت قرار دیتے ہیں اور سنت کی بنیاد محبت پر قائم ہے۔ کسی شخص کے لئے سیدھا راستہ یقین ہی میں مضمر ہے اور مقامات یقین اس سیدھے راستے یعنی شرع محمدیؐ کو پختہ بتاتے ہیں اور ملت تو دستور الٰہی ہی سے نظام و تنظیم حاصل کرتی ہے مضبوط نظام حیات جاوید بخشتا ہے لہٰذا شریعت میں معنی دیگر تلاش کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے جو قوم معنی دیگر تلاش کرتی رہے وہ نہ ایک نظام کے تحت رہ سکتی ہے نہ تنظیم کی حامل ہو سکتی ہے۔ جب کسی قوم میں نظام ہو نہ تنظیم تو وہ قوم جہاد کر ہی کیسے سکتی ہے؟

ہمارے علماءِ دین اور جہاد

علامہ اقبال کو سب سے زیادہ شکایت علماء سے ہے کہ وہ اپنے نفس سے جہاد کر کے اختلافات کو مٹا کر قوم کو قوم نہیں بنا رہے ہیں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ایسی زندگی کو مریدوں کو بھی نصیب نہیں صرف آبا کی مسند ارشاد پر کسی انداز سے رونق افروز ہو گئے صرف تقاریر ہی سے مسلمانوں کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں اسلام عمل کی تعلیم دیتا ہے علماء خود عمل سے غافل ہیں اور مریدوں کو عمل سے غافل رکھتے ہیں اور جس انداز سے علماء زندگی گزار رہے ہیں اس کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی ؛ گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ ؛ مانند بتاں پجتے ہیں کعبہ کے برہمن
نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا ؛ ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد ؛ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

خدا کرے کہ اسے اتفاق ہو تجھ سے ؛ فقیہ شہر کہ ہے محرم حدیث و کتاب
میں جانتا ہوں انجام اس کا ؛ جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی!

حضرت اقبال فرماتے ہیں کہ علماء پر اس وقت سخت ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں اسلام بیعت کے برابر کر دیا گیا ہے اور مُلّا اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اسے جہاد کی ضرورت ہی نہیں چونکہ۔

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ؛ ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

علامہ اقبال کو شکوہ ہے کہ آج کے رہبر دین نہ قوم کے کردار بناتے ہیں نہ جہاد کے معنی سمجھاتے ہیں بلکہ بے معنی فتویٰ دیکر قوم کو گمراہ کرتے ہیں۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے ؛ دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟ ؛ مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

علامہ اقبال اپنی نظر میں مُلّا سے ہٹ کر صوفی پر ڈالتے ہیں تو اور زیادہ متاثر ہو کر فرماتے ہیں۔

مُلّا کی نظر نور فراست سے ہے خالی ؛ بے سوز ہے میخانۂ صوفی کی مے ناب
مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں ؛ بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست
فقیہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور ؛ کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ بدست
گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی ؛ اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست
صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال ؛ مُلّا کی شریعت میں فقط مستی گفتار
وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھکو ؛ ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

حضرت اقبال پیران حرم کو سمجھا رہے ہیں کہ اپنے مریدوں کو صحیح راہ دکھائیں اور خود بھی جہاد پر توجہ کریں اور مریدوں کو بھی مائل بہ جہاد کریں۔

اے پیر حرم رسم و رہ خانقہی چھوڑ ؛ مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا
اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت ؛ دے ان کو سبق خود شکنی خودنگری کا
تو ان کو سکھا خارہ شگافی کے طریقے ؛ مغرب نے سکھایا انہیں فن شیشہ گری کا
دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی ؛ دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

اسلام میں مذہب اور سیاست دو علحدہ چیزیں نہیں لیکن جب مسلمانوں کی بدبختی کا دور آیا مسلمانوں نے سیاست کو مذہب سے علحدہ سمجھ لیا۔ اور اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ مسلمان بدنصیب

نہ سیاسی پیشوا / لیڈر نصیب ہیں اور نہ مذہبی۔ سیاسی پیشواؤں کے تعلق سے علامہ فرماتے ہیں
قوم کو مائل بہ جہاد کر سکتے ہیں جبکہ ان کو اپنی پڑی ہے۔

امید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے ؛ یہ خاکباز ہیں رکھتے ہیں خاک سے پیوند!
ہمیشہ مور و مگس پر نگاہ ہے ان کی ؛ جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند!

جہاد سے گریز کا راز مسلمانوں کا غلامی کی فطرت اور خو میں پختہ ہو جانا بتلاتے ہیں اسلئے
م کے افراد خواجگی کا دعویٰ کریں یا سجادوں کے روپ میں سامنے آئیں یا پیر و مرشد کامل رہنما
مسلمانوں کی رہبری کرنا چاہیں جب کہ خود غلامی کی فطرت اور خو میں پختہ ہو چکے ہیں تو یہ کیسے
ہے؟

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم ؛ اہلِ سجادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور ؛ سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام
خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی ؛ پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام

فرماتے ہیں قوم میں شاعر بھی ہیں علماء بھی سیاسی پیشوا بھی کبھی کس عہدے کی ہے
ملت بھی ہیں امیر ملت بھی۔ امیر شریعت بھی ہیں۔ سرپرست اعلیٰ امیر شریعت بھی
ملت بھی شیر دکن بھی شیر کشمیر بھی مگر سب کا مقصد ایک ہے اور وہ ہے مسلمانوں
ی زمانے کے شیر تھے آج میدان زندگی میں ہرنوں کی طرح چوکڑی بھرنا سکھا دیں۔

شاعر بھی ہیں پیدا علماء بھی حکما بھی ؛ خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ!
مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک ؛ ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ
بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رمِ آہو ؛ باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند ؛ تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

علامہ اقبال علماء و صوفی کو جہاد کے تعلق سے آخری نصیحت فرماتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

عراق اور ایران کی جنگ کسی فریق کیلئے بھی

جہاد - یا خودکشی!

ایران میں شخصی حکومت کا خاتمہ " لا ملوکیت فی الاسلام " کے بنیادی اصول کے تحت ایک
قدم اور جمہوریت اسلامی کا دعویٰ ایک لائق تحسین اقدام تھا ۔ قدرت ہر دعویٰ کا امتحان لینے کی عادی رہی ہے
اسلامی جمہوریت ایران کا بھی منجانب قدرت امتحان لیا گیا ۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ فتح مکہ بعد رسول اللہ صلعم
نا قابل معافی مجرموں کو تک عام معافی دیکر ان کے دل جیت لئے اور عفو کی یہی صفت اسلامی شاندار عمارت کا بنیادی
پتھر ثابت ہوئی ۔ مگر جمہوریت اسلامی کے قیام کے ساتھ ہی شاہ ایران کے حامیوں سے انتقام اور خون کی
اور ایران سے نکلے ہوئے شاہ سے انتقام کے ناکام نعروں نے جمہوریت اسلامی ایران کو نشوونما کا موقعہ نہ دیا ۔ پھر
اسلامی احکام امریکی سفارت خانہ کے عملہ کو قیدی بنا لینا اور خلاف مصلحت اپنی بنیادوں کو مضبوط بنائے بغیر
امریکہ کے لئے بڑا سنجلا چھوٹا شیطان " کہکر نعرے لگانا ایک سیاسی غلطی اور اسلامی تدبر کے خلاف تھا
عراق نے سرحد کی نزاع دیرینہ کا بہانہ بناکر ایران پر حملہ تو کر دیا لیکن دوران جنگ کئی مرتبہ صلح کی پیشکش
بھی کی لیکن عراق کے صدر صدام حسین کو کافر ٹھہرا کر تاوان وصول کرنے کے سخت شرائط پیش کرکے صلح سے
اور جنگ جاری رکھی گئی ۔ آخر آٹھ سال کا طویل عرصہ گذر گیا ۔ ایران بڑا ملک ہوتے ہوئے نہ عراق کو ہرا
ہمکنار کر سکا نہ فتح یاب ہوسکا اور عراق کی صلح کی پیش کش کو ٹھکرا کر نا قابل بیان تباہی مول لی ۔ ایران کا
کے پیش کش کو قبول نہ کرنا رسول اللہ صلعم کے صلح حدیبیہ کی مصلحتاً سنت کو قبول نہ کرنے کے مترادف
تھا ۔ خصوصاً جبکہ اسرائیل اژدھا بنا عرب اسلامی ممالک کے کئی علاقے نگل چکا درحقیقت اس سے
جہاد تھا ۔ ایران ۔ عراق کی جنگ کسی فریق کے لئے بھی جہاد کی تعریف میں نہ تھی بلکہ ہر دو کیلئے بقول
اقبال ــــ " کرتی ہے ملوکیت آثار جنوں پیدا " کی تفسیر تھی اور بلا مبالغہ ایک خودکشی
کے لئے پھر خصوصاً ایران کے اپنے اسلامی جمہوریت کے دعوؤں کی نفی بھی ۔ اسلئے علامہ اقبال فرماتے

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو ۔۔۔ جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا ۔۔۔ فریب سود و زیاں لا الہ الا اللہ

دائرہ پریس